اصلاحِ معاشرہ
میں
نماز کا مقام

بہاول خاں ناگرہ

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ
شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

Marfat.com

(منظور شدہ محکمہ تعلیم مغربی پاکستان مطابق سرکلر نمبر ۱ سنہ ۱۹۶۵ء)

اصلاحِ معاشرہ

میں

نماز کا مقام

(نظر ثانی شدہ ایڈیشن)

بہاول خاں ناگرہ

اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ

۱۳۔ای۔شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور (مغربی پاکستان)

شاخ: ۱۶۔بیت المکرم (پہلی منزل)، ڈھاکہ (مشرقی پاکستان)

Marfat.com

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

طابع : اخلاق حسین، ڈائرکٹر
ناشر : اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ
۱۳- ای - شاہ عالم مارکیٹ - لاہور
مطبع : کنول آرٹ پریس - لاہور
اشاعت :

اوّل	جنوری ۱۹۶۰ء	۱۱۰۰
دوم	اکتوبر ۱۹۶۱ء	۱۱۰۰
سوم	مئی ۱۹۶۶ء	۲۰۰۰
چہارم	اگست ۱۹۷۱ء	۱۰۰۰

۲۹۷٫۵۳
۹۸۶۰ ب
۱۷۹۱۸

قیمت ——— ۲/- روپے

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

اصلاحِ معاشرہ میں نماز کا مقام

"جناب بہادل خاں ناگرہ کی یہ تصنیف نماز کے بارے میں شائع شدہ بے شمار کتابوں میں اس اعتبار سے ممتاز ہے کہ اس میں اندازِ گفتگو علمی نہیں بلکہ خالص عملی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے قیامِ نماز، تنظیمِ مساجد اور اصلاحِ معاشرہ جیسے کاموں میں سالہا سال صرف کر کے اپنے فکر کو تجربات کی روشنی میں مرتب کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں چند ضمیمہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں معاشرتی کارکنوں کو نماز کے میدان میں کام کی عملی تدابیر ملتی ہیں۔"

(ہفت روزہ "ایشیا" لاہور ۲۶ فروری ۷۶ء)

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	عرضِ حال	۷
۲	مساجد کی آبادکاری	۱۱
۳	نماز کا بنیادی مقصد	۱۳
۴	قوتِ ایمانی اور اصلاحِ نفس	۲۱
۵	چند شبہات کے جوابات	۲۵
۶	نماز کے شرائط، ارکان، واجبات وغیرہ	۳۴
۷	نماز کے ذیلی مقاصد	۴۴
	۱۔ مرکزیت	۴۷
	۲۔ قیادت	۵۰
	۳۔ انتخابِ امیر	۵۳
	۴۔ سمع وطاعت	۵۷
	۵۔ امداد باہمی	۵۹
	۶۔ فرض شناسی	۶۱
	۷۔ مساوات	۶۳
	۸۔ ضبطِ نفس	۶۷
	۹۔ اخلاص	۷۳
	۱۰۔ تعمیرِ سیرت	۷۹
۸	حرفِ آخر	۸۶
۹	ضمیمہ جات	۸۸

اقامتِ صلوٰۃ

٭ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس کے غضب کا خوف دونوں قلب کے افعال ہیں۔ قلبی کیفیت کو اپنے ظہور اور اپنے استحکام کے لیے کسی ایسے جسمانی فعل کی ضرورت ہے جس سے خارج میں بھی ہر شخص کو معلوم ہوجائے کہ فلاں شخص واقعی اللہ وحدہٗ لاشریک کی بندگی کی طرف پلٹ آیا ہے، اور آدمی کے نفس میں بھی اس رجوع و تقویٰ کی کیفیت کو ایک عملی ممارست کے ذریعے سے پے در پے نشوونما نصیب ہوتا چلا جائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ اس ذہنی تبدیلی کا حکم دینے کے بعد فوراً ہی اس جسمانی عمل یعنی اقامتِ صلوٰۃ کا حکم دیتا ہے۔ آدمی کے ذہن میں جب تک کوئی خیال محض خیال کی حد تک رہتا ہے اس میں استحکام اور پائیداری نہیں ہوتی۔ اس خیال کے ماند پڑ جانے کا بھی امکان ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ اس کے مطابق عمل کرنے لگتا ہے تو وہ خیال اس کے اندر جڑ پکڑ لیتا ہے۔ اور جُوں جُوں وہ اس پر عمل کرتا جاتا ہے اس کا استحکام بڑھتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس عقیدہ و فکر کا بدل جانا یا ماند پڑ جانا مشکل سے مشکل تر ہوتا جاتا ہے۔

اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو رجوع الی اللہ اور خوفِ خدا کو مستحکم کرنے کے لیے ہر روز پانچ وقت پابندی کے ساتھ نماز ادا کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل کارگر نہیں ہے۔ کیونکہ دوسرا جو عمل بھی ہو اس کی نوبت دیر دیر سے یا متفرق صورتوں میں مختلف مواقع پر آتی ہے۔ لیکن نماز ایک ایسا عمل ہے

و ہر چند گھنٹوں کے بعد ایک ہی متعین صورت میں آدمی کو دہرانا ہوتا ہے اور اس میں ایمان و اسلام کا وہ پورا سبق جو قرآن نے اسے پڑھایا ہے بار بار دہرانا ہوتا ہے تاکہ وہ اسے بھولنے نہ پائے۔

مزید برآں کفار اور اہلِ ایمان دونوں پر یہ ظاہر ہونا ضروری ہے کہ انسانی آبادی میں کس کس نے بغاوت کی روش چھوڑ کر اطاعت رب کی روش اختیار کر لی ہے۔ اہلِ ایمان پر اس کا ظہور اس لیے درکار ہے کہ ان کی ایک جماعت اور سوسائٹی بن سکے اور وہ خدا کی راہ میں ایک دوسرے سے تعاون کر سکیں اور ایمان و اسلام سے جب بھی ان کے گروہ کے کسی شخص کا تعلق ڈھیلا پڑنا شروع ہو اُسی وقت کوئی کھلی علامت فوراً ہی تمام اہل ایمان کو اس کی حالت سے باخبر کر دے۔

کفار پر اس کا ظہور اس لیے ضروری ہے کہ ان کے اندر کی سوئی ہوئی فطرت اپنے ہم جنس انسانوں کو خداوند حقیقی کی طرف بار بار پلٹتے دیکھ کر جاگ سکے اور جب تک وہ نہ جاگے ان پر خدا کے فرمانبرداروں کی عملی سرگرمی دیکھ کر دہشت طاری ہوتی رہے۔

ان دونوں مقاصد کے لیے بھی اقامتِ صلوٰۃ ہی سب سے زیادہ موزوں ذریعہ ہے۔

(تفہیم القرآن، تشریح آیت ۳۱ سورۃ الروم)

Marfat.com

عرضِ حال

ایک غیر قوم کی غلامی کے دور میں ہمارے اندر تدریجاً جو اخلاقی بگاڑ پیدا ہو چکا تھا اُس کا ایک منظر تو انتقالِ آبادی کے وقت سامنے آیا۔ غیر قوم کے اقتدار کا پردہ اٹھتے ہی ہماری قوم کا اخلاقی بگاڑ بحیثیت مجموعی بالکل بے نقاب ہو کر رہ گیا۔ جس نے جو چاہا کر گزرا اور ملک کی غیر مسلم قوموں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے جرائم کی کیت (مقدار) پر تو بحث ہو سکتی ہے لیکن جرائم کی کیفیت اور نوعیت میں کوئی فرق نہیں رہا۔ دوسرے الفاظ میں کتاب و سُنّت کی روشنی موجود ہوتے ہوئے بھی مسلمان اندھیرے میں تھے اور اسلامی قدروں سے محروم ہو چکے تھے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔

دوسرا منظر آزادی مل جانے کے بعد سامنے آیا۔ ہم نے دیکھا کہ جو پارٹی بھی ملک میں برسرِ اقتدار آئی اُس نے ملک کے اندر لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر دیا۔ اور اس کی دیکھا دیکھی حکومت کے ملازمین اور عوام کی ایک بڑی تعداد بھی اس لوٹ کھسوٹ میں شریک ہو گئی۔ آخر کار ان پارٹیوں کے درمیان جنگِ زرگری شروع ہو گئی۔ انہوں نے انتخابات جیتنے کے لیے ناجائز ذرائع سے فنڈ جمع کرنے شروع کر دیئے اور غنڈوں کی سرپرستی پر کمر باندھ لی۔ بس پھر کیا تھا اسمبلیوں کے اندر بھی فسادات شروع ہو گئے، ملک کا نظم و نسق تباہ ہو کر رہ گیا اور حالات

Marfat.com

اس حد تک خراب ہو گئے کہ ملک کا نظم ونسق فوج کو سنبھالنا پڑا۔ اور اب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ کس طرح صدر سے لے کر مرکزی اور صوبائی وزراء تک سبھی اس حمام میں ننگے تھے۔ پلیٹ فارم پر آ کر ملک وملت کے غم میں آنسو بہانے والے سیاست بازوں سے لے کر حکومت کے بڑے بڑے عہدیداروں اور معزز وابستگان تک اخلاقی بگاڑ کے اس طوفان میں کتنے گہرے ڈوب چکے تھے۔ اور کس طرح ان کے پیچھے خود عوام بھی اس بہتی ہوئی گنگا میں غوطے لگانے لگے تھے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان معاشرہ میں جو اخلاقی بگاڑ پیدا ہو چکا ہے اس کی اصلاح کیسے ہو؟ اس سلسلہ میں قرآن مجید سے جو رہنمائی ملتی ہے وہ یہ ہے کہ جب کسی ملک میں مسلمانوں کو اقتدار حاصل ہو تو وہ پہلے خواص وعوام میں تعلیم وتربیت کے ذریعہ خدا کا خوف پیدا کریں۔ اور خوف خدا پیدا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ معاشرہ کے افراد میں ایمانیات اور بالخصوص اسلام کے بنیادی عقاید (توحید، رسالت اور معاد) پختہ کیے جائیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ملک کے محتاج شہریوں کی بنیادی ضروریاتِ زندگی مہیا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔ اور پھر حکومت اپنے ذرائع ووسائل سے نیکیوں کو فروغ دینے اور برائیوں کو روکنے کے انتظامات کرے۔ ظاہر ہے کہ برائیوں کو روکنے کے لیے بعض صورتوں میں مجرموں کو سزا دینا ہو گی۔ لیکن معاشرہ کی اصلاح کے لیے یہ آخری حربہ ہے۔ یہ رہنمائی قرآن مجید کی سورۂ الحج کی مندرجہ ذیل آیت پاک سے ملتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا
الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ

Marfat.com

ترجمہ :۔ وہ لوگ کہ ہم ان کو قدرت دیں ملک میں تو وہ قائم کریں نماز اور دیں زکوٰۃ اور حکم کریں بھلے کاموں کا اور منع کریں بُرے کاموں سے ۔"

مسلمانوں کی حکومت کے اس پروگرام کی چار شقیں ہیں :۔

۱۔ اقامتِ صلوٰۃ ۔ دوسری تعلیمات کے علاوہ اس سے دن میں پانچ وقت بنیادی عقائد کی یاد تازہ ہوتی ہے ۔ اور بنیادی عقائد کی ایمانی قوت ہی انسان کو بے حیائی اور بدی کے کاموں سے روک سکتی ہے ۔

۲۔ ایتائے زکوٰۃ ۔ اس سے مال دار مسلمان اپنی دولت عیاشیوں پر صرف کرنے کے بجائے اسے اللہ کی راہ میں صرف کرتے ہیں اور اس طرح ملک میں محتاجوں اور مسکینوں کی بنیادی ضروریاتِ زندگی کا مسئلہ بہت حد تک حل ہو جاتا ہے ۔

۳۔ امر بالمعروف ۔ نیکیوں کو حکومت کے ذرائع اور وسائل سے رواج دیا جاتا ہے اور نیک انسانوں کی قدر کی جاتی ہے ۔

۴۔ نہی عن المنکر ۔ برائیوں کو حکومت کی طاقت سے روکا جاتا ہے اور اس میں مجرموں کو سزا دینا بھی شامل ہوتا ہے ۔

یہ چار شقیں در اصل اسلامی حکومت کے نصب العین اور اس کے کارکنوں اور فرمانرواؤں کی خصوصیات کی نشان دہی کرتی ہیں ۔ اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسلمان معاشرہ کی اصلاح کے لیے یہ ایک کارگر پروگرام ہے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے بعد خلفائے راشدین نے اسی پروگرام کے ذریعہ معاشرہ کی اصلاح کی تھی ۔ اور ایسی اصلاح کی تھی کہ جس کی مثال دنیا کی کوئی دوسری تہذیب یافتہ قوم پیش نہیں کر سکتی ہے ۔

Marfat.com

اس اصلاحی پروگرام میں اقامتِ صلوٰۃ کو اولیت کا مقام حاصل ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس پروگرام کی ابتدا، اقامتِ صلوٰۃ سے ہوگی۔ کیونکہ دینِ اسلام میں نماز ایک فریضہ ہے جو انسان کے اندر خدا کا خوف، نیکی اور پاکی کے جذبات اور احکامِ الٰہی کی اطاعت کا مادہ پیدا کرتا ہے اور یہی وہ فریضہ ہے جو انسان کو بے حیائی اور بدی کے کاموں سے روکتا ہے۔ جو افراد نمازوں کو ضائع کرتے ہیں یا جو قوم اس فریضہ سے غفلت برتتی ہے وہ یقیناً اسلام کے دوسرے فرائض کو سب سے زیادہ ضائع کرنے والی ہوگی اور حدیہ ہے کہ سورۂ توبہ کی مندرجہ ذیل آیت سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے استدلال کے مطابق اگر کوئی جماعت بحیثیت جماعت اس آیت پاک کی تینوں شرطوں (شرک سے توبہ، اقامتِ صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ) میں سے کوئی شرط اڑا دیتی ہے تو اس کا شمار مسلمانوں میں نہ ہوگا۔

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَخَلُّوْا سَبِیْلَھُمْ۔

(التوبہ۔ ع ۱)

ترجمہ:۔ "پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں تو انہیں چھوڑ دو۔"

تمکن فی الارض والی آیت پاک میں پہلی شرط اقامتِ صلوٰۃ ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان قوم مختار ہونے کے باوجود اقامتِ صلوٰۃ کا اہتمام نہیں کرتی تو وہ خود ہی سوچ لے کہ دینِ اسلام میں اس کا مقام کیا ہے۔

فریضہ نماز کی اس اہمیت کے پیشِ نظر مضامین کے زیرِ نظر مجموعہ کو شائع کیا جا رہا ہے۔ اور دین پسند مسلمانوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس کی عملی اشاعت میں سعادت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

بہادل خان

یکم اگست ۱۹۶۰ء

Marfat.com

مساجد کی آبادکاری

قرآن مجید میں مساجد کو مساجد اللہ (اللہ کی مسجدیں) فرما کر اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف منسوب کیا ہے، حالانکہ ساری کائنات اور اس میں جو کچھ ہے وہ سب اللہ ہی کی ملکیت ہے۔ اس تخصیص سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مسجدیں بہت پیاری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی حرمت کے پیش نظر ان کی آبادکاری کی ذمہ داری بھی صرف مسلمانوں پر ہی عائد ہوتی ہے اور ان کی تعمیر اور ان کے آباد کرنے میں بھی زیادہ اجر کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسجدوں کو صاف اور خوشبودار رکھا جائے۔

پاکستان میں یوں تو بیشمار مسجدیں ہیں لیکن ان کی آبادکاری کا حال اور بالخصوص دیہات میں جہاں ملک کی اسّی فی صدی سے زائد آبادی ہے، بہت ہی ناگفتہ بہ ہے۔ بہت سے ایسے دیہات ہیں جہاں نہ اذان ہوتی ہے نہ نماز باجماعت کا انتظام ہے وہاں مستقل نمازیوں کی تعداد بہت ہی قلیل ہے اور اس قلیل تعداد میں نمازی بھی وہ جو بڑھاپے کے باعث زندگی کی دوڑ دھوپ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ درس و تدریس کا انتظام بھی شاذ ہی ہے۔ ان حالات میں مسجد والے طبقے پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو دین اسلام میں نماز کی اہمیت کا احساس دلائے اور مساجد کو آباد کر کے خدا سے اجر پائے۔

Marfat.com

مسلم معاشرے میں نماز کا مقام ۔ مسلمان قوم میں معاشرہ کی دینی و اخلاقی تربیت کی ابتداء نماز ہی سے ہو سکتی ہے ۔ نماز اگر صحیح طور پر شعور اور پابندی کے ساتھ ادا کی جائے تو وہ فی الواقع بے حیائی اور بدی کے کاموں سے روک کر انسان کی اصلاح کر سکتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے یعنی توحید و رسالت کا اقرار کرنے کے بعد نماز ہی خدا کی عملی اطاعت کی اوّلین اور دائمی علامت قرار دی گئی ہے ۔ اور پھر قرآن مجید میں بھی یہ ہدایت صاف الفاظ میں ارشاد ہوئی ہے کہ جب مسلمانوں کو کسی ملک میں اقتدار کا مقام حاصل ہوتا اس وقت بھی اسلامی حکومت کے پروگرام کا پہلا جزو نماز کا قیام ہوگا ۔ اس لیے ضروری ہے کہ اصلاح معاشرہ کے پروگرام کی ابتداء نماز کے قیام ہی سے کی جائے ۔

Marfat.com

نماز کا بنیادی مقصد
(فحشاء و منکر سے روکنا)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :-

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔

ترجمہ :- "یقیناً نماز بے حیائی اور بدی سے روکتی ہے"

اس آیت پاک میں نماز کی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نمازی کو بے حیائی اور بدی کے کاموں سے روکتی ہے - اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ نماز میں وہ کون سی قوت ہے کہ نمازی کو ایسے کاموں سے بچا لیتی ہے -

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے اس بات پر غور کرنا ضروری ہے کہ انسان سے جرم یا گناہ کا فعل سرزد کیسے ہوتا ہے ؟

ہر ایک انسان اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اچھی طرح سمجھتا ہے کہ ہر کام کی ابتدا خواہش سے ہوتی ہے۔ پھر وہ خواہش ارادہ میں تبدیل ہوتی ہے اور جب انسان کسی کام کے کرنے کا قصد کر لیتا ہے تو پھر موقع پاتے ہی اُسے کر گزرتا ہے - اچھی سے اچھی حکومت یہ تو کر سکتی ہے کہ کڑی نگرانی سے انسان کے [illegible] کو عمل میں آنے سے روک دے - لیکن وہ انسانوں کے ارادہ پر کوئی گرفت

Marfat.com

نہیں کر سکتی کیونکہ اسے انسان کے ارادہ کا علم نہیں ہو سکتا۔ وہ تو جرم سرزد ہونے اور پھر اس کا ثبوت ملنے کے بعد ہی کسی مجرم کو سزا دے سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب جرموں کے سرچشمہ یعنی ارادہ پر کوئی کنٹرول نہیں ہے تو جرائم موقع پانے پر پھلتے پھولتے ہی رہیں گے۔ حکومت ڈنڈے کی طاقت اور سزاؤں کی بھرمار سے جرائم کو دبا تو سکتی ہے لیکن ان کا خاتمہ نہیں کر سکتی ہے۔ ہاں! البتہ اگر انسان کے دماغ میں اس حقیقت کا تصور اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے کہ جس کائنات میں وہ رہ رہا ہے اس کا خالق و مالک خدائے وحدہٗ لاشریک ہے، وہ اس کائنات کی چھپی اور کھلی ہر چیز کا علم رکھتا ہے، جو بات انسان کے سینے میں چھپی ہوئی ہے اُسے بھی جانتا ہے اور پھر اس حقیقت پر بھی ایمان رکھتا ہو کہ بُرے کاموں کی سزا اور اچھے کاموں کی جزا مل کر ہی رہے گی، تو اس تصور اور عقیدہ کے پختہ ہو جانے کے بعد انسان کے اندر نہ بد ارادہ پرورش پائے گا اور نہ جرم کا ارتکاب عمل میں آئے گا۔

اب دیکھیے کہ نماز کس طرح نمازی میں اس تصور اور عقیدہ کو پختہ کر کے اُسے بے حیائی اور بدی کے کاموں سے روکتی ہے۔

نماز کو ادا کرنے کا ارادہ کرتے ہی نمازی سب سے پہلے اپنا جائزہ لیتا ہے کہ اس کا جسم ناپاک تو نہیں ہے۔ اس کے کپڑے پلید تو نہیں ہیں۔ وضو ہے یا نہیں، جگہ بھی پاک ہے یا نہیں۔ یہ خیال کیوں آتا ہے، ظاہر ہے اس بنا پر آتا ہے کہ اُسے خدا کا خوف ہے اور اس بات کا [illegible] سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی اور اس پر ایمان ہے کہ [illegible]

Marfat.com

میں عمداً کوئی کوتاہی کی گئی تو آخرت میں اس کا جواب دینا پڑے گا۔ اگر نمازی وضو کے بغیر یا ناپاک جسم اور پلید لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کے اس مکر کو معلوم نہیں کر سکتی۔ اور نہ نماز کے ان ضابطوں کی پابندی کرا سکتی ہے۔

پھر نماز کے ادا کرنے میں نمازی کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کھڑے ہو کر رکوع اور سجدہ میں جا کر اور بیٹھ کر نماز کی دعائیں اور تسبیحیں یا قرآن کی آیات جس طرح پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اُسی طرح ان کو پڑھا جائے۔ آخر یہ پابندی اور یہ احتیاط بھی کیوں کی جاتی ہے! یہ ساری چیزیں تو آہستہ پڑھی جاتی ہیں، اگر کوئی کچھ نہ پڑھے، یا ان کے ساتھ اپنی طرف سے الٹی سیدھی باتیں ملا دے تو کسی کو بھی اس کی خبر نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ یہ پابندی بھی خدا کے خوف ہی سے کی جاتی ہے اور اس کی جزا و سزا پر ایمان ہی ٹھیک ٹھیک طریق پر نماز ادا کرنے کے لیے مجبور کرتا ہے۔

مزید برآں نماز کے اوقات مختلف حالتوں اور صورتوں میں آتے ہیں۔ نمازی کبھی اپنے کھیتوں میں یا جنگل میں ہوتا ہے۔ کبھی رات کے اندھیرے میں، کبھی گھر کی تنہائی میں، کبھی تفریحات کے اندر، کبھی اپنے دوسرے کاموں میں مشغول ہوتا ہے۔ کبھی سردیوں کی شدت لحاف سے سر نکالنے کی اجازت نہیں دیتی اور کبھی سخت گرمی میں گھر سے باہر نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔ ان حالتوں اور صورتوں میں کون سی طاقت ہے جو ایک نمازی کو نماز [illegible] ہے۔ یہ وہی خدا کا خوف اور اس کی جزا اور سزا پر ایمان ہی

Marfat.com

تو ہے۔

مختصر یہ کہ فریضہ نماز ادا کرنے سے پیشتر جگہ، بدن اور لباس کی صفائی و پاکیزگی کا اہتمام کرنا اور اذان سنتے ہی ہر قسم کی مصروفیتوں سے دست بردار ہو جانا اور گرمی یا سردی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مسجد کی طرف قدم بڑھانا اور پھر نماز کے ادا کرنے کے وقت نماز کی مختلف حالتوں میں مقررہ دعاؤں اور تسبیحوں کا پڑھنا یہ سب کچھ نمازی کے اندر خدا کا خوف، اس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور اس کی جزا و سزا پہ اعتقاد کی وجہ سے سرانجام پاتا ہے۔)

اب اگر ایک مسلمان نماز کی دعاؤں کا مطلب نہ سمجھتے ہوئے بھی پابندی کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے، تب بھی دن میں پانچ بار خدا کی یاد سے ہی اس کی زندگی کی اصلاح ہوتی رہتی ہے۔ لیکن اگر نمازی دعاؤں کو سمجھ کر پڑھے اور جانتا ہے کہ وہ کیا پڑھ رہا ہے تو پھر تو یہ سونے پر سہاگہ ہے۔ اس سے اس کے خیالات اور اس کی عادات پر زبردست اثر پڑے گا۔ اس کے ایمان کی قوت بڑھتی چلی جائے گی اور اس طرح اس کی زندگی میں نمایاں اصلاح ہو گی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر ایک نمازی نماز کی دعاؤں کا مطلب سمجھنے کی کوشش کرے۔

نماز کی دعائیں:۔ اب دیکھیے نماز میں جو دعائیں اور عبارتیں پڑھی جاتی ہیں۔ نمازی ان میں کن کن حقیقتوں کا اعتراف کرتا ہے۔ کیا کیا وعدے اور اقرار کرتا ہے اور شہنشاہ حقیقی کے حضور میں کیا کیا درخواستیں پیش کرتا ہے۔

اذان اور اقامت:۔ سب سے پہلے اذان اور اقامت کی ...

Marfat.com

میں چھ چھ بار اللہ اکبر اور دو دو بار اَشْہَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ کا اعلان کرتا ہے۔ یعنی اذان و اقامت میں موذن اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ بزرگی میں خدا کا کوئی ثانی نہیں اور اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ (معبود) نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس بنیادی عقیدہ کے اعلان کے بعد حیَّ علی الصّلوٰۃ کہہ کر سب مسلمانوں کو نماز ادا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

اس اعلان و دعوت کے بعد نمازی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے۔ یہ گویا اس بات کی علامت ہے کہ وہ دنیا کے کاموں اور دلچسپیوں سے دست بردار ہو گیا ہے اور اللہ اکبر کہہ کر اور ادب کے ساتھ ہاتھ باندھ کر خدا کے حضور میں کھڑا ہو جاتا ہے اور ثناء (سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ) سے اپنی نماز شروع کرتا ہے۔

ثناء :۔ اس دعا میں نمازی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ خدا کی ذات تمام عیبوں، خامیوں اور کمزوریوں سے پاک ہے اور تمام خوبیوں کی مالک وہی ذات ہے۔ اس کے نام میں بڑی برکت ہے۔ بزرگی میں وہ سب سے بلند و بالا ہے۔ اور اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ـــــ اس کے بجائے کوئی دوسری مسنون دُعا بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

تعوّذ :۔ (اعوذ باللہ) میں شیطان کے وسوسوں سے ایسی ہی صفتوں والی ہستی کی پناہ مانگتا ہے۔

تسمیہ :۔ (بسم اللہ) اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ پڑھ کر اور سورۂ فاتحہ

Marfat.com

میں اپنی درخواست پیش کرنے سے پیشتر اُسی کا نام لیتا ہے۔ تاکہ اس کی رحمت سے اُس کی معروضات قبول ہو جائیں۔

سُورۂ فاتحہ:۔ (الحمد شریف) اس دُعا میں حمد کے بعد نمازی اس حقیقت کو تسلیم کرتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں با اختیار ہستی صرف خدا کی ذات ہے۔ اور اس بات کا عہد کرتا ہے کہ اس کے سوا وہ کسی کی غلامی، اطاعت اور پرستش نہ کرے گا، اس کے سوا کسی کو بھی اپنا مددگار نہ جانے گا۔ اور اس اقرار کے بعد آخر میں انعام یافتہ انسانوں کی سیدھی راہ پر چلنے کے لیے اپنی درخواست پیش کرتا ہے۔ سیدھی راہ کا مِل جانا ہی بڑی کامیابی ہے۔

سُورۂ اخلاص:۔ (قل ہو اللہ) سورہ فاتحہ کے بعد قرآن مجید سے کوئی سورۃ یا کسی سورۃ سے چند آیات پڑھنے کا حکم ہے، تاکہ نماز میں خدا کے احکام کی یاد دہانی ہوتی رہے۔ عام لوگ زیادہ تر سورۂ اخلاص ہی پڑھتے ہیں۔ اس سورۃ میں اس حقیقت کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ خدا اپنی ذات میں واحد (اکیلا) ہے۔ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔ اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ اور وہ خود بھی کسی کی اولاد نہیں ہے۔ وہ ذات و صفات میں لاشریک ہے۔ گویا جس خدا سے معاملہ ہے وہ ایسا بے نیاز اور عظیم المرتبت ہے کہ نہ تو کسی حاجت سے مجبور ہونے والا ہے اور نہ کسی کی محبت یا لاڈ پیار سے، نہ کسی کے دباؤ میں آنے والا ہے اور نہ کسی کی مروّت میں۔ اس لیے اس کا سلوک سب کے ساتھ یکساں اور بے لوث عدل کے مطابق ہوگا۔

تکبیر:۔ (اللہ اکبر) رکوع میں جاتے ہوئے اور سجدہ سے سر اٹھاتے

ہوتے ایک رکعت میں نمازی پانچ بار اللہ اکبر کہتا ہے - اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ایک وقت کی نماز میں اس جملہ کو کتنی بار دہرایا جاتا ہے - اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ بزرگی میں اللہ کا کوئی ثانی نہیں ہے - دوسرے الفاظ میں اس بات کا اقرار ہے کہ اس کے معاملے میں کسی دوسرے کا قانون اور ضابطۂ زندگی قبول نہ کیا جائے گا -

تسبیح :- (سبحان ربی العظیم وسبحان ربی الاعلیٰ) - نمازی رکوع وسجدہ کی حالت میں خدا کی ان صفات کا بار بار اعتراف کرتا ہے کہ اس کی ذات تمام عیبوں اور کمزوریوں سے پاک ہے - اس کی شان سب سے بڑی اور اس کا مرتبہ سب سے بلند ہے اور رکوع سے واپسی پر سمع اللہ لمن حمدہ ، ربنا لک الحمد کہہ کر اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف جو شخص بھی بیان کرتا ہے ، اس کی بات رائیگاں نہیں جاتی - بلکہ اُسے وہ سُنتا ہے اور پھر نمازی تعالیٰ کی صورت میں اقرار کرتا ہے کہ "اے ہمارے پروردگار ! تیرے ہی لیے سب تعریفیں ہیں -"

تشہد :- (التحیات) تشہد میں نمازی اس بات کا عہد کرتا ہے کہ اس کی قولی ، فعلی اور مالی سب عبادتیں اللہ کی خوشنودی کے لیے ہیں - اس عہد وفاداری کے بعد اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ، اپنے لیے اور اللہ کے نیک بندوں کے لیے سلامتی کی دعا کرتا ہے - اور آخر میں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں -

Marfat.com

درود شریف :۔ آخری قعدہ میں التحیات کے بعد نمازی شکرگزاری اور احسان مندی کے طور پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت اور برکت کی دُعا کرتا ہے۔ اور ان کی آل کے لیے بھی (آل سے مراد وہ صالح گروہ ہے جس نے حضورؐ کی پیروی واطاعت میں زندگی بسر کی ہو)۔

دُعا۔ درود شریف کے بعد اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے رب العالمین کے حضور میں نمازی "رَبِّ اجْعَلْنِیْ" کی دعا پیش کرتا ہے۔ اس دعا میں اپنے لیے، اپنی اولاد کے لیے نماز پر قائم رہنے کی توفیق طلب کرتا ہے اور قیامت کے دن اپنے، اپنے والدین کے لیے اور تمام مومنین کے لیے بخشش کی التجا کرتا ہے۔ قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ یہ وہ دُعا ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں پیش کی تھی۔ اس کے بجائے کوئی دوسری مسنون دُعا بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

اس دُعا کے بعد نمازی دائیں اور بائیں منہ پھیر کر اللہ کے سب بندوں کے لیے سلامتی اور رحمت کی دُعا ان الفاظ میں کرتا ہے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" اور بارگاہِ الٰہی سے رخصت ہو جاتا ہے۔

(نکتہ)

نماز اللہ اکبر کہہ کر شروع کی جاتی ہے اور رحمۃ اللہ پر ختم ہوتی ہے گویا اللہ کے نام پر شروع ہوئی اور اللہ کے نام پر ختم ہوئی۔ کیا خوب ہے۔ اوّل و آخر اللہ ہی اللہ ہے۔

Marfat.com

قوتِ ایمانی اور اصلاحِ نفس

انسان میں بقائے نفس کے لیے غذا کا مطالبہ، بقائے نوع کے لیے صنفِ مقابل سے میل ملاپ اور اپنی کھوئی ہوئی طاقتوں کو بحال کرنے کے لیے آرام کی ضرورت، یہ تینوں چیزیں انسانی زندگی کی بنیادی ضروریات میں سے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت سے تمام مخلوقات میں سے صرف انسان کو ایک مناسب حد تک آزادی دے رکھی ہے کہ اس آزادی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ چاہے تو خدا کا بندہ بن کر اپنے ان فطری مطالبات کو اس کی مقررہ حدود و شرائط کے تحت پورا کرے اور چاہے تو اپنے نفس کا بندہ بن کر اپنے ان مطالبات کو پورا کرنے کے لیے شیطان کی راہ اختیار کرے۔

پہلی صورت میں تو اس کا عمل عبادت میں شمار ہوگا۔ اور دوسری صورت میں وہ اپنے نفس کی خواہشات کے پیچھے لگ کر فواحش و منکرات میں مبتلا ہوگا۔ اور خدا کا بندہ بننے کے بجائے اپنے نفس کا بندہ بن کر رہ جائیگا۔

اب اگر کوئی چیز انسان کو شیطانی پھندوں سے بچا کر اپنے نفس کے ناجائز مطالبات کو رد کرنے کی طاقت دے سکتی ہے تو وہ انسان کی ایمانی

Marfat.com

قوت ہی ہے - اور یہ ایمانی قوت اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی جب تک انسان کا ایمان دین اسلام کے بنیادی عقائد (توحید، رسالت اور معاد) پر پختہ نہ ہو، کیونکہ خدا کا خوف، اُس کے حاضر و ناظر ہونے کا یقین اور اُس کی جزا و سزا پر اعتقاد، اور شریعت کی حدود کا علم انہیں عقائد سے پیدا ہو سکتا ہے -

اب ذرا نماز کی اُن دُعاؤں پر ایک بار نظر ڈال لیجئے جن کا مطلب اجمالی طور پر پہلے بیان کیا جا چکا ہے - اور پھر دیکھیے کہ وہ کس طرح ان بنیادی عقائد کو دن میں پانچ بار تازہ کرتی رہتی ہیں، ان میں سے عقیدۂ توحید دین اسلام کے نظام میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے - اس لیے نماز کی دعاؤں میں اس عقیدہ کی بار بار یاد دہانی کی گئی ہے - اذان، اقامت اور تشہد میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان کا اقرار ہے - اور سورۂ فاتحہ میں قیامت پر ایمان لاتے ہوئے اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے کہ اس دن جزا و سزا کے کلّی اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہوں گے - نماز میں قرآن مجید سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں ان میں بھی دوسرے احکام کے علاوہ ان عقائد کی یاد دہانی کی جاتی ہے اس کے علاوہ نماز کی دعاؤں میں اللہ تعالےٰ سے وفاداری کے عہد و پیمان بھی کیے جاتے ہیں - سورۂ فاتحہ میں اس بات کا عہد کیا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی - اور اس کے سوا کسی سے مدد طلب نہ کی جائے گی - تشہد میں اس بات کا عہد کیا جاتا ہے کہ قولی، فعلی اور مالی عبادتیں سب اللہ ہی کے لیے ہیں - نماز کے دوران

17918

Marfat.com

شیطانی وسوسوں سے بچنے کے لیے بھی اللہ کی پناہ طلب کی جاتی ہے اور سورۂ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ سے سیدھی راہ پر چلنے کی درخواست کی جاتی ہے اور سیدھی راہ کا مِل جانا ہی سب سے بڑی نعمت ہے۔

دن میں پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ رات کی خاموشی کے وقت نمازِ وِتر کی دُعائے قنوت میں جو عہد و پیمان کیے جاتے ہیں اور جو درخواستیں اور التجائیں پیش کی جاتی ہیں انہیں بھی ذرا دیکھ لیجئے۔

ترجمہ:- اے اللہ! (دنیا کی تمام طاقتوں سے بے نیاز ہو کر) ہم تجھی سے اپنی لغزشوں اور کوتاہیوں کی معافی مانگتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ تُو ایسا کرنے پر قادر ہے۔ ہم تجھی پر بھروسہ رکھ کر اس دنیا کی زندگی میں جدوجہد کرتے ہیں۔ تُو ہی تمام خوبیوں کا مالک ہے۔ ہم تیری نعمتوں کی قدر کرتے ہیں۔ ناشکری نہیں کرتے ہیں۔ جو شخص ناشکری کر کے تیرے حکموں کی نافرمانی کرتا ہے اُسے ہم چھوڑ دیں گے اور اُس سے اپنا تعلق توڑ لیں گے۔

اے اللہ! ہم تیرے ہی احکام کی اطاعت کرتے ہیں۔ تیری ہی نماز پڑھتے ہیں اور تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں، ہماری ساری دوڑ دھوپ، ہماری ساری کوششیں اور محنتیں تیری ہی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہیں۔ ہم تیری ہی رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں کہ تیرے حکموں کی نافرمانی کرنے کا انجام بہت بُرا ہے اور تیرا عذاب نافرمانوں کو مل کر ہی رہے گا۔

اب اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ نماز اگر واقعی صحیح معنوں میں سمجھ کر ادا

Marfat.com

کی جائے اور اس میں جو اقرار و عہد و پیمان کیے جاتے ہیں، جن حقیقتوں کو تسلیم کیا جاتا ہے اور جو درخواستیں اور التجائیں پیش کی جاتی ہیں اگر نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے باہر دنیا کی دوڑ دھوپ میں بھی ان کو یاد رکھا جائے تو پھر نماز سے وہ ایمانی قوت حاصل ہو جاتی ہے جس سے انسان اپنے نفس کی خواہش پر اس کے ناجائز مطالبات کو رد کر سکتا ہے اور اس طرح فحشا و منکر سے بچ کر اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی بسر کر سکتا ہے۔ یہی وہ مقصد ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر نماز فرض کی ہے۔

إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔ (قرآن)

نوٹ:۔ بنیادی عقائد کے طریق تعلیم کے سلسلہ میں گشتی مراسلہ کی نقل ضمیمہ جات میں ملاحظہ ہو۔

چند شبہات کے جوابات

تحریک نماز کے سلسلے میں روزنامہ تسنیم کے کالموں میں اس سے پیشتر جو کچھ لکھا گیا اس میں آیہ پاک اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ کے تحت یہ واضح کرنے کی کوشش کی گئی تھی کہ نماز کس طرح نمازیوں کو فحشاء و منکر سے روکتی ہے۔ اس دوران میں بعض مقامات سے کچھ استفسارات اور کچھ شبہات پیش کیے گئے تھے۔ مثلاً

ایک استفسار:۔ ایک مقام سے کالج کے ایک نوجوان لکھتے ہیں:۔

"نماز کی اہمیت سے واقفیت تو ہو چکی ہے لیکن اب تک کوشش کے باوجود اپنی نماز میں وہ سوز اور تڑپ پیدا نہیں کر سکا جو دل پر اثر کرے اور نہ ہی میری نماز وہ مقصد پورا کرتی ہے جس کے لیے اس کی ادائیگی فرض ہے۔"

اعتراضات:۔ ایک دوسرے مقام سے ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

"دو تین مرتبہ جب تعلیم یافتہ طبقہ کے بے نماز لوگوں کو نماز کی جانب توجہ دلا کر اس کی افادیت واضح کی گئی تو انہوں نے جواب

Marfat.com

دیا کہ نمازی مسلمان تو مغرور سے ہوتے ہیں ۔ مساجد میں دوسرے لوگوں پر ٹخنوں پر پاجامہ اور طریقِ استنجا وغیرہ کے متعلق اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور پھر یہ بھی کہا کہ بے نمازیوں میں سے بھی اکثر، اور غیر مسلموں میں سے بھی بعض دیانت دار، شریف اور نیک طبیعت ہوتے ہیں ۔ اور نمازیوں میں سے بھی بعض بد دیانتی اور دوسرے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ ان کی نمازیں ان کو بُرے کاموں سے کیوں نہیں روکتی ہیں ۔"

مذکورہ استفسارات میں جن جذبات کا اظہار کیا گیا ہے وہ نہایت قابلِ قدر ہیں ۔ ایسے نمازیوں کے حالات ایک دوسرے سے مختلف ہی ہوں گے اس لیے انہیں تو ہر ایک کے حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد ہی کوئی مشورہ دیا جاسکتا ہے ۔ البتہ ایک اصولی بات ان کو ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اسلام ایک مکمل نظامِ زندگی ہے ۔ اور جب تک کسی ملک میں اسلامی نظام صحیح معنوں میں قائم نہ ہو اس کے کسی ایک چیز پر عمل سے مکمل طور پر وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ہے جس کے لیے وہ مقرر کیا گیا ہے ، کیونکہ زندگی کے معاملات میں قدم قدم پہ کافرانہ طریقِ زندگی سے مقابلہ پیش آتا ہے اور اس میں کبھی ایک طریق اور کبھی دوسرا غالب آجاتا ہے ۔ لیکن اس کے معنے یہ نہیں ہیں کہ نظامِ کفر یا بگڑے ہوئے ماحول میں عبادت کو ترک کر دیا جائے ۔ بلکہ ایسے حالات میں ان کی پابندی اور زیادہ عزم و استقلال کے ساتھ کرنی چاہیے ۔

فرار کی راہ :۔ دوسری قسم کے اعتراضات کرنے والے تعلیم یافتہ

Marfat.com

حضرات اپنے شبہات دور کرنے میں مخلص معلوم نہیں ہوتے۔ وہ تو در حقیقت نماز کی دعوت دینے والے کو خاموش کر کے نماز سے فرار کی راہ اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

ایسے حضرات سے بحث کرنے کے بجائے ان سے صرف یہی عرض کیا جائے کہ آپ مسلمان ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کو اللہ کی کتاب مانتے ہیں۔ قرآن مجید میں بہت تکرار کے ساتھ نماز کے قیام کا حکم دیا گیا ہے۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے آپ کا فرض ہے کہ پہلے بلا چون و چرا حکم کی تعمیل کریں اور اس کے بعد نماز کا فلسفہ سمجھنے کی کوشش کریں ——— یا پھر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار پر دوبارہ غور کریں۔ اگر اس اقرار کی حقیقت اور ضرورت آپ کی سمجھ میں نہیں آتی تو جرأت سے کام لے کر اس بات کا اعلان کر دیں کہ آپ اللہ اور رسول پر ایمان نہیں رکھتے۔ تاکہ نماز کی ضرورت اور اس کے فوائد سمجھانے سے پہلے آپ کو اللہ کے خدائے واحد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسولِ خدا ہونے کا قائل کیا جائے۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ تو نماز کی ضرورت اور اس کے فوائد سمجھ میں آسکتے ہیں اور نہ یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

اعتراضات کی اصل وجہ:۔ اس قسم کے اعتراضات پیدا ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ عام نمازی اور بعض آئمہ مساجد بھی نماز کی حقیقت اور اس کے مسائل سے پوری طرح واقف نہیں ہوتے۔ اور حکمت تبلیغ کا شعور بھی نہیں رکھتے ——— اس لیے نماز کی ظاہری پابندی کے باوجود اس کی روح کو جذب نہیں کر پاتے ——— ان اعتراضات میں نمازیوں کی

Marfat.com

جن خامیوں کی نشان دہی کی گئی ہے، ان سے انکار نہیں۔ دراصل دورِ غلامی سے لے کر اب تک دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کسی سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت نہیں ہو رہا ہے۔ وہ (آئمہ مساجد) خود بالعموم دین سے اچھی طرح واقف نہیں ہوتے، قرآن مجید کا جاننا اور سمجھنا تو بڑی بات ہے، ان میں سے بعض تو نماز کے مسائل سے بھی پوری طرح واقف نہیں ہوتے۔ ان میں خاصی بڑی تعداد ایسے حضرات کی بھی ہے جو نماز کے شرائط وارکان، نماز کے واجبات و سنن اور نماز کے مستحبات و آداب پوری طرح نہیں جانتے، اور ان میں سے جن جن چیزوں کا وہ علم رکھتے ہیں۔ ان سب کو ایک جیسی حیثیت دیتے ہیں۔ حالانکہ مساجد کے اندر اگر کوئی کھلم کھلا اعتراض ہونا چاہیے تو صرف اس نمازی پر ہونا چاہیے جو نماز کے شرائط اور ارکان میں کوتاہی کر رہا ہے، کیونکہ ان کے چھوٹ جانے سے تو نماز ہی نہیں ہوتی ہے۔ مسجد کے اندر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کو دوبارہ سہ بارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا تھا وہ ارکان ہی کو صحیح طور پر ادا نہیں کر رہا تھا۔

ہاتھوں کا ناف یا سینہ پر باندھنا، آمین بلند یا آہستہ آواز سے کہنا، رفع یدین کرنا، پگڑی کے ساتھ یا ننگے سر نماز پڑھنا یا طریق استنجا وغیرہ نماز کے شرائط یا ارکان میں سے نہیں ہیں۔ اور حکمت تبلیغ کا یہ تقاضا ہے کہ ایسے مسائل کو خیر خواہی اور ہمدردی کے ساتھ ایسے طریقہ سے سمجھایا جائے کہ نمازی اس میں تلخی محسوس نہ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ اکثر نمازی اور آئمہ مساجد بھی حکمت تبلیغ کو ملحوظ نہیں رکھتے۔ اور عام مسلمانوں کو دین کے قریب لانے

Marfat.com

کے بجائے انہیں اس سے دور پھینکنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

اب اگر اس قسم کے نمازی اپنے علم کی کمی اور حکمت تبلیغ کے فقدان کی وجہ سے اس قسم کے اعتراضات کرتے ہیں تو اس کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ ان اعتراضات سے بچنے کی خاطر مسجد میں جاکر نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیا جائے۔ اگر کوئی خامی اپنے اندر موجود ہے تو اُسے خوشدلی کیساتھ تسلیم کر لیا جائے۔ ورنہ بصورت دیگر پوری خیر خواہی کے ساتھ معترض کو سمجھا دیا جائے کہ اس کا اعتراض غلط فہمی کی بنا پر ہے یا مسئلہ کی فلاں صورت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

باقی رہا یہ اعتراض کہ بعض نمازی بد دیانت ہیں اور ان میں دوسرے اخلاقی عیوب بھی پائے جاتے ہیں اور بعض بے نماز مسلمان یا بعض غیر مسلم بھی دیانتدار ہوتے ہیں اور ان میں بھی انسانی شرافت پائی جاتی ہے تو اس اعتراض کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے نمازیوں کی قسموں پر غور کر لیا جائے۔

نمازیوں کی قسمیں:۔ (۱) نمازیوں کی ایک قسم تو یہ ہے کہ وہ پیٹ کی خاطر نہ صرف یہ کہ نماز پڑھتے ہیں بلکہ پڑھاتے ہیں (امامت کرتے ہیں) اور جب ان کو نماز پڑھانے سے ان کی توقع کے مطابق آمدنی نہیں ہوتی تو پھر یہی نہیں کہ وہ نمازیں نہیں پڑھاتے بلکہ سرے سے نماز پڑھنا ہی چھوڑ دیتے ہیں۔

(۲) نمازیوں کی ایک قسم یہ بھی ہے کہ وہ اپنے دنیوی مفادات کی خاطر دین دار طبقہ سے رابطہ قائم رکھنے کے لیے نماز بھی پڑھ لیتے ہیں اور بے دین طبقہ کے ساتھ وابستہ رہنے کے لیے نمازیں چھوڑ بھی دیتے ہیں۔

Marfat.com

ظاہر ہے کہ اس قسم کی گنڈے دار نماز اللہ کی رضا کے لیے نہیں اپنے مفادات کی خاطر ہی پڑھی جاتی ہے۔

(۳) نمازیوں کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے نماز کو اصل مقصود تصوّر کرتے ہیں۔ حالانکہ نماز انسانی زندگی کی اصلاح کے لیے ایک ذریعہ ہے اس قسم کے لوگ مسجد کے اندر تو نماز کی ایک ایک بات کو ناپ تول کر ادا کرتے ہیں۔ لیکن مسجد سے باہر ان کے معاملات بالعموم ان وعدوں اور اقراروں کے خلاف ہوتے ہیں جن کو وہ اپنی نماز کی دعاؤں میں بار بار دہراتے ہیں۔

(۴) نمازیوں کی ایک قسم یہ ہے کہ وہ دین کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور نماز کے فلسفہ کو بھی جانتے ہیں اور وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مسجد سے باہر ان کی زندگی نماز میں کیے ہوئے وعدوں اور اقراروں کے مطابق ہونی چاہیے لیکن جس نظامِ حکومت میں وہ زندگی بسر کر رہے ہیں وہ اس قسم کا ہے کہ بعض صورتوں میں وہ اپنے آپ کو "منکر" کا ارتکاب کرنے پر مجبور پاتے ہیں۔ مثلاً اگر ان میں سے کوئی تاجر ہے تو انکم ٹیکس افسر کے غیر محدود اختیارات سے بچنے کی خاطر دو حسابات رکھتا، یا ہیر پھیر کے طریقوں سے رشوت دیتا ہے، اگر ملازم ہے اور اس کی تنخواہ گزارے کے لیے کافی نہیں ہے تو ایسے طریقوں سے تنخواہ کی کمی کو پورا کرتا ہے جو رشوت کے مترادف ہوں۔ اگر عدالت کا جج ہے تو اسلامی قوانین کے خلاف اور ملکی قوانین کے مطابق فیصلے کرتا ہے۔ اگر مظلوم ہے تو دادرسی کے لیے غیر اسلامی دستور و قانون کا سہارا

Marfat.com

لیتا ہے۔ علیٰ ہذالقیاس۔

(۵) اب آخری قسم ان نمازیوں کی رہ جاتی ہے جو اس مادّی دَور میں بھی اللہ کے دیئے ہوئے پر قناعت کرتے ہیں۔ اور غلط نظامِ زندگی کے اندر رہتے ہوئے صحیح معنوں میں نماز ادا کرتے ہیں۔

اس تجزیہ سے صاف ظاہر ہے کہ پہلی دو نوں قسموں کے نمازی تو دراصل نمازی ہیں ہی نہیں۔ تیسری قسم کے نمازیوں کی زندگی میں تضاد ہے۔ وہ فحشاء و منکر سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ اور اگر ان گناہوں میں وہ مبتلا ہوتے ہیں تو اس میں نماز کا کیا قصور ہے۔

چوتھی قسم کے نمازی تو خود ہی اپنی نمازوں سے مطمئن نہیں ہیں وہ تو تذبذب کی حالت میں ہیں اور ان کی کوشش یہی ہے کہ حالات سازگار ہوں تو معصیت .... کے کاموں سے بچ جائیں۔ عزیمت کا مقام نہ سہی بہر حال خدا ترسی ان میں پائی ضرور جاتی ہے۔

اب دیکھیے کہ موجودہ دَور میں آبادی کے لحاظ سے جملہ اقسام کے نمازیوں کی تعداد بمشکل پانچ فی صدی ہوگی۔ اور پھر اندازہ کیجیے کہ اس پانچ فی صدی میں قسم نمبرہ کے نمازیوں کی تعداد کس قدر ہوگی۔ اور پھر معترضین حضرات بتلائیں کہ ان میں کتنے فحشاء و منکر میں مبتلا ہوتے۔ اگر خدانخواستہ بتقاضائے بشریت کوئی ایک آدھ مثال مل بھی جائے تو اس استثناء سے اس کلیہ کی تصدیق ہی ہو گی نہ کہ تغلیط۔ انگریزی کا محاورہ ہے

(EXCEPTION PROVES THE RULE)

ایک الجھاؤ:۔ اعتراضات کی آخری شق یہ ہے کہ بے نماز مسلمانوں اور غیر مسلموں میں سے بھی بہت سے لوگ دیانت دار اور شریف ہوتے ہیں۔ دراصل صالح کی اصطلاح کا مفہوم پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ الجھاؤ پیدا ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل صالح وہ ہے جو کتاب وسنّت کے مطابق ہو اور محض اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی رضا کے لیے کیا جائے۔ کوئی اچھا کام دیانت کا ہو یا امانت کا، خدمت خلق کا ہو یا انسانی شرافت کا، اگر اپنے وقار، شہرت، نیک نامی، یا اپنی برادری کے دباؤ سے یا خاندانی روایات کے تحت یا حکومت کے ڈر سے کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ عمل صالح قرار نہ پائے گا۔ اور نہ کسی اجر کا مستحق ہوگا۔

اب دیکھیے کہ مغربی ممالک کی تجارت میں جو دیانت داری پائی جاتی ہے کیا اس کی وجہ ــــــ اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی رضا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ چیز تو ان کے اپنے ذاتی مفاد اور اپنی قوم اور ملک کے مفاد کی خاطر ہے۔ ورنہ تاریخ شاہد ہے کہ یہ لوگ اجتماعی معاملات میں نہایت ظالم اور بددیانت واقع ہوئے ہیں۔ اور یہ کسی خدا ترس قوم کے افراد کا کردار نہیں ہو سکتا کہ وہ شخصی لین دین میں انفرادی طور پر تو دیانت دار اور شریف ہوں، لیکن بحیثیت قوم بد دیانت اور ظالم ہوں۔

اسی طرح اگر ایک مسلمان اپنے وقار کی خاطر یا ذاتی مفاد کے پیش نظر یا خاندانی روایات کی بنا پر یا اپنی کسی کمزوری کے باعث یا حکومت کے خوف کے

Marfat.com

باعث دیانت دار ہے، تو اس کی یہ دیانت داری بھی عمل صالح میں شمار نہ ہو گی۔ البتہ بد دیانت لوگوں کے مقابلہ میں اس قسم کے لوگ سوسائٹی میں بہر حال قابلِ ترجیح ہوں گے۔

نماز کے شرائط و ارکان

واجبات و سنن اور آداب

ہر کام کی تکمیل کے لیے بعض چیزیں ایسی اشد ضروری ہوتی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی چھوٹ جائے تو کام انجام نہیں پا سکتا اور اس کام کے کرنے میں جو محنت کی جاتی ہے وہ اکارت جاتی ہے۔ پھر اس کام میں بعض ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی چیز چھوٹ جائے تو کام ہو تو جاتا ہے، لیکن نامکمل صورت میں۔ اور بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان میں سے کسی چیز کے نہ ہونے سے کام ناقص رہ جاتا ہے۔ اور پھر کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ اگر نہ کی جائیں تو کوئی بڑا حرج نہیں ہوتا۔ لیکن اگر کی جائیں تو کام میں حسن اور خوبی پیدا ہو جاتی ہے۔

مثال کے طور پر کاشت کاری ایک کام ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ کاشت کار غلہ پیدا کر کے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرے۔ اب غلہ پیدا کرنے کے لیے چند بنیادی چیزیں ایسی ہیں جو اشد ضروری ہیں مثلاً (۱) قابلِ کاشت اراضی۔ (۲) بوائی کے وقت اس میں مناسب نمی (۳) موزوں موسم (۴) قابلِ کاشت بیج۔ (گلا سڑا نہ ہو) (۵) ضرورت کے وقت آب پاشی

(۶) فصل پختہ ہونے پر کٹائی اور گہائی۔

اب ان میں سے اگر کوئی ایک چیز نہ ہوگی تو غلّہ حاصل نہ ہوگا اور اس سلسلہ میں کاشت کار کی ساری محنت ضائع ہو جائے گی۔ اور اگر یہ تمام چیزیں اہتمام کے ساتھ کی جائیں گی تو اس صورت میں کاشت کار ایک حد تک اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے۔

ان چند اصولی اور بنیادی چیزوں کے علاوہ کاشت کاری میں بعض ایسی چیزیں بھی ہیں جو اشد ضروری تو نہیں، لیکن ان کے کرنے سے غلّہ کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا ہے۔ اور قسم کے لحاظ سے غلّہ بھی اچھا ہوگا۔ مثلاً (۱) زمین کی تیاری کے وقت یا موزوں موقع پر کھاد کا استعمال (۲) اعلیٰ قسم کے بیج کا استعمال (۳) قطاروں میں بیج بونے کا اہتمام (۴) نلائی کرنا (۵) جانوروں اور موذی پرندوں اور کیڑوں سے فصل کو بچانا وغیرہ وغیرہ۔

ان چیزوں کے علاوہ کچھ مزید باتیں ایسی بھی ہیں کہ اگر کی جائیں تو کاشت کاری میں حُسن پیدا ہوگا اور اس کی افادیت میں بھی اضافہ ہوگا۔ مثلاً کھیتوں کا ہموار ہونا، مینڈھیں سیدھی اور ستھری بنانا، پانی کی نالیوں کو صاف اور ستھرا رکھنا، غلّہ نکالتے وقت صفائی اور ستھرائی کا خیال رکھنا وغیرہ وغیرہ۔

اب دیکھیے دین اسلام میں نماز ایک اہم فریضہ ہے۔ اور اس کو ادا کرنے کے لیے بھی بعض چیزیں اشد ضروری ہیں۔ ان میں سے جو چیزیں اس فریضہ کو ادا کرنے سے پہلے کرنا ضروری ہیں وہ فقہاء کی اصطلاح میں شرائط کہلاتی ہیں اور پھر جو نماز کے اندر شروع سے آخر تک ضروری ہیں وہ ارکان

Marfat.com

کہلاتی ہیں۔ شرائط اور ارکان میں سے اگر کوئی چیز نہ کی جائے گی تو یہ فریضہ سرے سے ادا ہی نہ ہوگا۔ اور جب کام ہی سرانجام نہ پایا تو حصولِ مقصد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ ہر مسلمان اس فریضہ کے شرائط اور ارکان کو پوری طرح جان لے اور پھر نماز کے وقت ان کو ادا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔

شرائط نماز:۔ (۱) جسم کا پاک ہونا (۲) جگہ کا پاک ہونا (۳) لباس کا پاک ہونا (۴) ستر ڈھکنا (مرد کے لیے زانو سے ناف تک اور عورت کے لیے چہرہ اور ہاتھوں کے پہنچوں کے علاوہ سارا بدن ڈھانکنا) (۵) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۶) نیت کرنا (۷) نماز کا وقت ہونا۔

ارکانِ نماز:۔ (۱) تکبیر تحریمہ کہنا (۲) قیام (کھڑے ہو کر نماز پڑھنا) (۳) قرارت (قرآن مجید پڑھنا) (۴) رکوع کرنا (۵) سجدتین (دونوں سجدے) (۶) آخری قعدہ (نماز کے اخیر میں التحیات پڑھنے کی مقدار بیٹھنا)۔

واجباتِ نماز:۔ شرائط وارکان کے علاوہ کچھ واجبات بھی ہیں۔ جن کے چھوٹ جانے سے فریضہ ادا تو ہو جاتا ہے لیکن نامکمل صورت میں۔ اس نقص کی تلافی کرنے کے لیے آخر نماز میں سجدہ سہو ادا کیا جاتا ہے۔ واجباتِ نماز حسبِ ذیل ہیں:۔

(۱) سورۃ فاتحہ کا پڑھنا (۲) فرض نمازوں کی دو رکعتوں میں اور واجب، سنت اور نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں ملانا (۳) ارکانِ نماز کو اطمینان سے

Marfat.com

اچھی طرح ادا کرنا (۴) پہلا قعدہ یعنی تین اور چار رکعتوں والی نمازوں میں دو رکعتوں میں تشہد کے لیے بیٹھنا (۵) ہر قعدہ میں التحیات پڑھنا (۶) وتر کی آخری رکعت میں دعائے قنوت کے لیے تکبیر کہنا اور دعائے قنوت پڑھنا (۷) امام کو ظہر عصر میں قرأت آہستہ پڑھنا اور فجر، مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں اور جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتروں میں سورۂ فاتحہ اور قرآن کی چند اور آیتیں یا کوئی اور سورۂ بآواز بلند پڑھنا۔ (۸) قومہ یعنی رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہونا (۹) قرأت اور رکوع میں نیز سجدوں اور رکعتوں میں ترتیب قائم رکھنا (۱۰) جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھ جانا (۱۱) السلام علیکم ورحمتہ اللہ کہہ کر نماز سے باہر آنا۔

نوٹ :- شروع شروع میں سورۂ فاتحہ اور نماز کی دوسری دعائیں اگر یاد نہ ہوں تو سب حالتوں میں سبحان اللہ والحمد للہ پڑھ کر نماز کا فریضہ ادا کرنا شروع کر دیا جائے۔

اب ہر نمازی اپنا اپنا محاسبہ کر کے دیکھ سکتا ہے کہ وہ نماز کے شرائط، ارکان اور واجبات کے ادا کرنے میں کہاں کہاں لاپروائی کرتا ہے۔ عام نمازیوں میں دیکھا گیا ہے کہ نماز پڑھتے وقت وہ مندرجہ ذیل چیزوں میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور اس قدر کوتاہی کرتے ہیں کہ ان کی نمازیں مشتبہ ہو کر رہ جاتی ہیں۔

نماز کی نیت :- دل میں نماز کی نیت کرنا ارکانِ نماز میں سے ہے۔

Marfat.com

لیکن زبان سے نیت کے الفاظ کا ادا کرنا ضروری نہیں۔ عام نمازی ناواقفیت کی بنا پر اسے جزوِ نماز قرار دیتے ہیں اور حد یہ ہے کہ با جماعت نماز میں امام قرآت پڑھنے لگ جاتا ہے۔ لیکن ان کی لمبی چوڑی زبانی نیت جو عام مشہور ہے ختم نہیں ہو پاتی۔ اور بعض دفعہ جماعت رکوع میں ہوتی ہے۔ مگر اس وقت نماز میں ملنے والا نمازی اس غیر ضروری چیز کی پیروی کرتے ہوئے رکوع کے ثواب سے محروم رہ جاتا ہے۔ بس دل میں اتنا سوچ لینا کافی ہے کہ فلاں نماز پڑھنی ہے۔ اس کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر نماز شروع کر دی جائے تو کافی ہے۔

قیام:۔ نماز میں قیام کرنا بشرطیکہ کوئی عذر مانع نہ ہو ارکان نماز میں سے ہے۔ جماعت اگر رکوع میں ہو تو بعض نمازی تکبیر تحریمہ کے بعد قیام کے بغیر ہی جھکتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں۔ حالانکہ نماز کی ہر رکعت میں قیام فرض ہے۔ اور کسی رکعت میں قیام نہ کرنے سے نماز نہ ہوگی۔ اس لیے تکبیر تحریمہ کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر رکوع میں جانا چاہیے۔

قومہ:۔ (رکوع کے بعد سر اٹھا کر سیدھے کھڑے ہونا)

قومہ نماز کے واجبات میں سے ہے اور یہ بھی عام رواج ہو گیا ہے کہ نمازی پوری طرح سیدھا کھڑا ہونے کی بجائے سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اس کی اصلاح کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر سہواً یہ غلطی ہو جائے تو اس کی تلافی سجدہ سہو سے کرنا ہوگی۔

جلسہ:۔ پہلے سجدہ سے سر اٹھا کر التحیات کی صورت میں بیٹھنے

Marfat.com

کا نام جلسہ ہے۔ یہ بھی نماز کے واجبات میں سے ہے۔ اس لیے اطمینان کے ساتھ بیٹھ کر ہی دوسرا سجدہ کرنا چاہیئے۔ بعض نمازی تو پہلے سجدہ کے بعد بالشت دو بالشت سر اٹھا کر پھر دوسرے سجدہ میں چلے جاتے ہیں۔ اور بہت سے نمازی اطمینان کے ساتھ جلسہ کیے بغیر ہی دوسرا سجدہ کر ڈالتے ہیں۔

قومہ اور جلسہ کو مسنون طریق پر کرنے کے لیے بہترین صورت یہ ہے کہ رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہونے پر اور پہلے سجدہ کے بعد جلسہ میں مسنون دعائیں یاد کر کے پڑھ لی جایا کریں۔ اس طرح ثواب میں بھی مزید اضافہ ہوگا۔

مسجدیں اور نمازیں الگ کیوں ؟:۔ اب ذرا نماز کے شرائط، ارکان اور واجبات پر ایک اجمالی نظر ڈال کر دیکھ لیا جائے کہ نماز کے جن مسائل کی بنا پر مسلمانوں کی مسجدیں نہیں اللہ کی مسجدیں الگ اور نمازیں الگ ہو گئی ہیں۔ وہ مسائل نہ شرائط نماز ہیں نہ ارکانِ نماز اور نہ واجباتِ نماز مثلاً:۔

ہاتھوں کا ناف یا سینے پر باندھنا —— رفع یدین کرنا —— آمین آہستہ یا بلند آواز سے کہنا —— پاؤں پھیلا کر یا درمیان میں تھوڑا فاصلہ رکھ کر کھڑا ہونا —— سورۃ کے شروع میں بسم اللہ آہستہ یا بلند آواز سے پڑھنا —— التحیات میں شہادت کی انگلی اٹھانا —— فرض نماز کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھنا۔

یہ سب کچھ نماز کے مسائل سے ناواقفیت کی بنا پر ہے۔ نماز کے ارکان اور واجبات کے ادا کرنے میں جو کوتاہیاں کی جاتی ہیں اور جن سے نمازیں باطل ہونے کا احتمال ہے، ان کی طرف بہت کم توجہ ہے اور جو چیزیں نمازیں

Marfat.com

ارکان اور واجبات کا درجہ نہیں رکھتیں ان میں اختلاف کی بنا پر مسجدیں اور نمازیں الگ کر لی گئی ہیں۔

نماز کی سُنّتیں:۔ نماز میں بعض باتیں سنّت کا درجہ رکھتی ہیں۔ جب فریضۂ نماز ان کے ساتھ ادا کیا جائے۔ اس میں حُسن اور کمال پیدا ہوتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس کام میں حُسن و کمال جس قدر زیادہ ہوگا اُسی قدر اس کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔ اگر غفلت، سُستی اور بھول چوک کی بنا پر ان میں سے کوئی چیز چھُوٹ جائے تو اس صورت میں نماز کا فریضہ بے شک ادا ہو جاتا ہے۔ مگر انہیں قصداً چھوڑنا بہر حال بُرا ہے۔ نماز کی سُنّتیں حسبِ ذیل ہیں:۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا (رفع یدین کرنا) اور ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال میں کھلی اور قبلہ رخ رکھنا۔

۲۔ امام کا تکبیر تحریمہ اور ایک رُکن سے دوسرے رُکن میں جانے کی تمام تکبیریں بقدر حاجت بلند آواز سے کہنا۔

۳۔ قیام کی حالت میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا۔

۴۔ ثنا (سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ۔ الخ) پڑھنا۔

۵۔ تعوّذ (اعوذ باللہ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم) پڑھنا۔

۶۔ تسمیہ (بسم اللہ الرحمٰن الرحیم) پڑھنا۔

۷۔ فرض نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

۸۔ سورۂ فاتحہ کے بعد "آمین" کہنا۔

Marfat.com

۹۔ ثنا اور تعوذ اور بسم اللہ اور آمین سب کو آہستہ پڑھنا۔

۱۰۔ رکوع اور سجدے میں تین تین بار تسبیح پڑھنا۔

۱۱۔ رکوع میں سر اور پیٹھ کو ایک سیدھ میں برابر رکھنا اور دونوں ہاتھوں کی کھلی انگلیوں سے گھٹنوں کو پکڑ لینا۔

۱۲۔ قومہ میں امام کا سمع اللہ لمن حمدہ اور مقتدی کا ربنا لک الحمد کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا۔

۱۳۔ سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر پیشانی رکھنا۔

۱۴۔ جلسہ اور قعدہ میں بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھنا اور دائیں پاؤں کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ اس کی انگلیوں کے سرے قبلہ کی طرف رہیں اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھنا۔

۱۵۔ تشہد میں اشہد ان لا الٰہ الا اللہ پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا۔

۱۶۔ قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود اور درود کے بعد دعا پڑھنا۔

۱۷۔ پہلے دائیں طرف اور پھر بائیں طرف سلام پھیرنا۔

۱۸۔ باوقار لباس میں نماز پڑھنا۔

نماز کے آداب:۔ قرآن مجید میں کامیاب مومنوں کی ایک صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ (المومنون)

خشوع کے اصل معنے یہ ہیں کہ خدا کی ہیبت اور عظمت و جلال سے مرعوب

Marfat.com

ہو کر انسان اس کے آگے جھک جائے۔ اس کی نگاہ پست ہو جائے۔ اس کی آواز دب جائے۔ مختصر یہ کہ ہر پہلو سے عاجزی و انکساری کا اظہار ہو اور کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہو جو آداب کے خلاف ہو۔ خشوع کا تعلق حقیقت میں دل سے ہے اور دل کا خشوع آپ سے آپ جسم پر طاری ہوتا ہے۔ شریعت میں نماز کے کچھ ایسے آداب مقرر کر دیئے گئے ہیں جو بہت حد تک قلبی خشوع میں مددگار ہوتے ہیں اور مندرجہ ذیل چیزیں نماز کے آداب کے سراسر خلاف قرار دی گئی ہیں۔ نمازی کو اس سے بچنے کی پوری پوری کوشش کرنی چاہیے۔

۱۔ نماز کے وقت دائیں بائیں مڑنا یا سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھنا۔ (حنفیہ کے نزدیک نگاہ سجدہ گاہ کی طرف رہنی چاہیئے)۔

۲۔ نماز میں ہلنا یا مختلف سمتوں میں جھکنا۔

۳۔ کپڑوں کو بار بار سمیٹنا یا ان کو جھاڑنا یا ان سے شغل کرنا۔

۴۔ سجدہ میں جاتے وقت بیٹھنے یا سجدہ کی جگہ کو صاف کرنے کی کوشش کرنا۔

۵۔ تن کر کھڑے ہونا۔

۶۔ بلند آواز سے (اگر جہاں آواز میں) قرآت کرنا یا قرآت میں گانا۔

۷۔ زور زور سے جمائیاں لینا اور ڈکاریں مارنا۔

۸۔ جلدی جلدی مارا مار نماز پڑھنا۔

۹۔ کسی اذیت دینے والی چیز کو دونوں ہاتھوں سے رفع کرنا (ایک ہاتھ سے رفع کیا جا سکتا ہے)

Marfat.com

۱۰۔ بار بار ہاتھوں کو حرکت دینا یا دونوں ہاتھوں کو استعمال کرنا۔

۱۱۔ نماز میں جان بوجھ کر غیر متعلق باتیں سوچنا (اگر بے اختیار دوسرے خیالات آئیں تو احساس ہونے پر اسی وقت اپنی توجہ اُن سے ہٹا کر نماز کی طرف پھیر لینی چاہیے)

مختصر یہ کہ ہر مسلمان کو نماز کے شرائط، ارکان، واجبات، سنن اور آداب کا بدرجہ لحاظ رکھتے ہوئے خشوع کے ساتھ یہ فریضہ ادا کرنا چاہیئے۔ ورنہ اس نماز یا تو ہوگی نہیں یا اگر ہوگی بھی تو نامکمل اور ناقص ہوگی۔ صحیح بخاری اور مسلم دونوں میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی ضروری باتوں میں کوتاہی کرتے ہوئے دیکھا تو اُسے تین چار دفعہ یہی فرمایا کہ "اٹھو پھر نماز پڑھو اس لیے کہ جو نماز تم نے پڑھی ہے وہ نماز نہیں تھی۔"

Marfat.com

نمازکے ذیلی مقاصد

انسان دنیا میں مادی مفاد کے پیشِ نظر ایک کام کرتا ہے۔ لیکن ضمنی طور پر اس سے دیگر فوائد بھی حاصل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً فصلوں کی آب پاشی کے لیے نہر کی تعمیر کی جاتی ہے تاکہ غذائی پیداوار میں اضافہ ہو اور ملک کے باشندے خوش حال زندگی بسر کر سکیں۔ اب دیکھیے اس بنیادی مقصد کے علاوہ نہر کی تعمیر سے ضمنی طور پر متعدد ذیلی فوائد بھی حاصل ہو جاتے ہیں، مثلاً

- نہر کی کھدائی و تعمیر سے ہزاروں افراد کو روزگار حاصل ہوتا ہے جس سے سینکڑوں خاندانوں کی پرورش ہوتی ہے۔
- نہر کے پانی سے آس پاس کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ نہاتے ہیں، کپڑے دھوتے ہیں۔ جانوروں کو پانی پلاتے ہیں۔ بلکہ بعض علاقوں میں لوگ پینے کے لیے بھی نہر کا پانی پیتے ہیں اور غذائی ضروریات کے لیے استعمال کرتے ہیں۔
- نہر کے رکھ رکھاؤ اور اس کی پانی کی تقسیم اور پانی کا انتظام کرنے کے لیے کافی عملہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس طرح سینکڑوں لوگوں کو روزگار مل جاتا ہے۔

- نہر بندی کے وقت لوگ اس سے مچھلیاں پکڑتے ہیں۔
- نہر جس علاقہ سے گزرتی ہے۔ آمد ورفت کے لیے کچھ سہولتیں بھی دیتی ہے۔

——اسی طرح فریضۂ نماز کا اصل اور بنیادی مقصد تو یہی ہے کہ انسان میں خداترسی پیدا کر کے اسے فحشاء اور منکر سے روکے (اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ) لیکن نماز کے اس بنیادی مقصد کے ساتھ نماز کے قیام سے متعدد اہم اور دُور رس فوائد آپ سے آپ حاصل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً۔

- مرکزیت۔ مسجد میں اجتماع سے۔
- انتخابِ امیر کی تربیت۔ امام کے چناؤ سے۔
- قیادت۔ امامت کے فرائض ادا کرنے سے۔
- سمع وطاعت۔ امام کی اقتدا سے۔
- امداد باہمی۔ (تنظیم جماعت) مسجد کی تعمیر اور اس کے انتظامات سے۔
- فرض شناسی۔ وقت پر پابندی کے ساتھ ادا کرنے سے۔
- مساوات۔ باجماعت نماز کی صف بندی سے۔
- ضبطِ نفس۔ ہر حالت میں نماز ادا کرنے سے اور ضوابط نماز کی پابندی کرنے سے۔
- اخلاص۔ محض خدا کی خوشنودی کے لیے نماز کی پابندی کرنے سے۔
- تربیت۔ اسلام کے ایمانیات کی بار بار یاد دہانی سے۔

Marfat.com

یہ ہمہ گیر اصلاحی پروگرام فریضۂ نماز کی اہمیت کو پوری طرح واضح کرتا ہے
اسی اہمیت کے پیشِ نظر نماز کا حکم نامہ معراج کے موقعہ پر خاص دربار میں جاری
ہوا تھا۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر ہر حالت میں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے
اسی اہمیت کے پیشِ نظر مسلمانوں کو ہدایت دی گئی ہے کہ جب کسی ملک میں
ان کو اقتدار حاصل ہو تو ملک میں جو پہلا اصلاحی پروگرام جاری کریں گے اس
میں اقامتِ نماز کو اولیت حاصل ہو گی۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ..... (قرآن)

پیشتر اس کے کہ نماز کے متذکرہ بالا دینی مقاصد کو ترتیب وار بیان کر
کے واضح کیا جائے کہ ان کے ذریعہ نماز کس طرح معاشرہ کی اصلاح و تربیت کرتی
ہے، اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اگر کسی کام کے کرنے سے
اس کا بنیادی مقصد حاصل نہ ہوتا ہو تو ذیلی مقاصد کے حصول کا سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر نہر ہی کو لیجیے۔ اگر نہر کی تعمیر سے اس کا بنیادی مقصد
پورا نہیں ہوتا ——— زمین ناکارہ ہے، فصل نہیں اٹھاتی، یا زمین کی سطح نہر
کی سطح سے اونچی ہے اور پانی نہیں پہنچتا، یا کسی وجہ سے دریا ہی سے نہر کے
لیے پانی نہیں ملتا تو ظاہر ہے کہ بنیادی مقصد حاصل نہ ہونے کی وجہ سے
نہر بند ہو جائے گی اور ذیلی مقاصد بھی ختم ہو جائیں گے۔ نہر کی ظاہری شکل تو
کچھ عرصہ موجود رہے گی اور دور سے نہر ہی نظر آئے گی۔ لیکن پانی جو نہر کی
روح کا درجہ رکھتا ہے اس کے نہ ہونے سے بنیادی اور ذیلی مقاصد نا حاصل

Marfat.com

کرتا تو وہ مکان اس کی تعمیر پر جو رقم خرچ ہوئی اور جو محنت کی گئی وہ سب ضائع ہو جائے گی اور جس زمین پر اس کی کھدائی ہوئی ہوگی وہ بھی ناکارہ ہو کر رہ جائے گی۔

اسی طرح اگر فریضۂ نماز ادا کرنے سے بنیادی مقصد (فحشاء و منکر سے بچ جانا) حاصل نہیں ہوتا تو اس کی وجہ خواہ نمازی کی تنگ دلی ہو یا وہ کسی مادی مفاد کا طالب ہو یا اس کی زندگی میں تضاد ہو یا نماز کو ذریعہ اصلاح کے بجائے منزلِ مقصود خیال کر رہا ہو، بہر حال ایسی نمازیں تقویٰ کی روح سے خالی ہوتی ہیں۔ اس لیے ایسی نمازوں سے نماز کے ذیلی مقاصد کے حصول کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسی نمازیں تو خدا کے قرب کے بجائے اس سے اور زیادہ دُوری کا باعث بن جاتی ہیں۔

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے جس نے نماز پڑھی مگر اس نماز نے فحشاء و منکر سے اس کو باز نہ رکھا تو جناب الٰہی سے قرب و تعلق کی جگہ اس کا فاصلہ اور بڑھ گیا۔

مرکزیت

انسان ایک حیثیت سے اس قدر کمزور اور عاجز ہے کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت کے لیے اجتماعی زندگی گزارنے پر مجبور ہے اور اجتماعی زندگی کا دوسرا نام معاشرہ ہے۔

اس اجتماعی زندگی میں ہر انسان کے ذمے کچھ فرائض عائد ہوتے ہیں اور اس کے کچھ حقوق بھی ہوتے ہیں۔ اگر ہر فرد ادائے فرض کا اہتمام و التزام کرے

تو اجتماعی زندگی بڑی خوشگوار ہو سکتی ہے۔ اب دیکھیے کہ بنیادی مقصد کے ساتھ ساتھ نماز کس طرح فرائض کی بجا آوری اور حقوق کی نگہداشت میں معاشرہ کی اصلاح و تربیت کرتی ہے۔

ہر جماعت یا سوسائٹی کو اپنے افراد کی اصلاح کرنے کے لیے ایک مرکز کی ضرورت ہوتی ہے۔ کسی بستی یا محلہ کے مسلمانوں کے لیے مسجد ایک مرکزی مقام ہوتا ہے۔ جہاں دن میں پانچ وقت بستی یا محلہ کے مسلمان نماز با جماعت ادا کرنے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ اس جمع ہونے میں بیشمار فائدے ہیں۔ اس اجتماع میں شامل ہونے والے افراد ایک ہی نظریہ کے حامل ہوتے ہیں وہ سب ایک ہی خدا کے بندے، ایک ہی رسولؐ کے پیرو اور ایک ہی کتاب کے ماننے والے ہوتے ہیں۔ اور پھر وہ ایک ہی مقصد کے لیے جمع ہوتے ہیں۔ ہم خیال اور ہم مقصد ہونے کی وجہ سے غیر شعوری طور پر ان میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ سب ایک ہی قوم کے افراد ہیں، ایک ہی فوج کے سپاہی ہیں اور ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اس طرح آپس میں ایک دوسرے کے بھائی اور رفیق ہیں۔ اور محلہ، بستی یا دنیا میں ان کے اغراض، ان کے مقاصد، ان کے تعلقات اور ان کے فوائد سب مشترک ہیں اور ان کی زندگیاں ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں۔

پھر مسجد کے روزانہ پانچ وقت کے اجتماع میں اگر کوئی بھائی پریشان حال ہے۔ کوئی پھٹے پرانے کپڑوں میں ہے یا فاقہ کا شکار ہے، کوئی معذور مثلاً، لولا یا اندھا ہے یا کسی اور مصیبت میں مبتلا ہے، تو کھاتے پیتے اور خوشحال

Marfat.com

مسلمانوں کے دل میں خود بخود ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوگا اور پھر انفرادی یا اجتماعی طور پر ایسے افراد کی تکلیفیں رفع کرنے یا انہیں سہارا دینے کا خیال پیدا ہوگا۔ اگر کسی کے متعلق معلوم ہوگا کہ بیماری یا کسی دوسری مصیبت کی وجہ سے مسجد میں حاضر نہیں ہو رہا ہے تو اس کی بیمار پرسی یا امداد کرنے کا خیال پیدا ہوگا۔ اگر اس اجتماع میں کسی کے وفات پانے کی خبر ملے گی تو اس اجتماع کے مسلمان اس کے جنازہ میں شریک ہو کر اس کے لیے مغفرت کی دعا کریں گے اور اس کے لواحقین کو تسلی دیں گے۔ یہ سب باتیں آپس میں محبت بڑھانے والی، ایک دوسرے کے قریب کرنے والی اور ایک دوسرے کا مددگار بنانے والی ہیں۔

مسجد کے اس پنج وقتہ اجتماع میں خدا پرست اور بھلے لوگوں کو بار بار دیکھنے اور ملاقات کرنے سے خود بخود طبیعتوں میں نیکی کا میلان پیدا ہوتا ہے اور گناہوں پر شرمندگی کا احساس ہوتا ہے۔ اگر کسی نمازی نے کوئی گناہ پہلے کسی دوسرے بھائی کے سامنے کیا ہے اور بھائی اس اجتماع میں موجود ہے تو محض اس کی نگاہوں کا سامنا ہو جانا ہی اس کی اصلاح کے لیے کافی ہے۔ گنہگار اپنے دل ہی دل میں شرمندہ ہوگا اور اس طرح آئندہ گناہوں سے بچ جائے گا اور اس اجتماع کے مسلمانوں میں ایک دوسرے کو نصیحت کرنے کا جذبہ موجود ہو اور وہ جانتے ہوں کہ ہمدردی، خیرخواہی، محبت اور حکمت کے ساتھ ایک دوسرے کی اصلاح کس طرح کرنی چاہیے تو پھر یہ اجتماع نہایت ہی رحمت و برکت کا موجب ہو سکتا ہے۔

نیز جمعہ کے خطبات سے بھی یہی تعلیم حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ اجتماع

بستی یا محلہ کے لوگوں کے لیے ایک خاموش عملی تربیت کی درس گاہ کا کام دیتا ہے۔

قیادت

انسان اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے اور اجتماعی زندگی میں ایسی ضروریات لازمی طور پر پیش آتی ہیں جن کا انتظام مشترکہ طور پر کرنے کے لیے ایک تنظیم کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اور تنظیم کے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے ایک قائد، امیر، یا سربراہ کا ہونا لازمی ہے۔ اب دیکھیے کہ نماز کس طرح مسجد میں مسلمانوں کو اپنے امیر (امام) کے انتخاب کی تربیت دیتی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز منفرد کے مقابلے میں نماز باجماعت کی فضیلت بیان فرمائی ہے اور مسلمانوں کو تاکید فرمائی ہے کہ وہ مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کیا کریں اور جو مسلمان بلا عذر شرعی جماعت کے ساتھ نماز ادا نہیں کرتے ۔ ان پر بہت غصہ کا اظہار فرمایا ہے۔ چند ارشادات درج ذیل ہیں :۔

- جو شخص عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے ادا کرے گا، اُسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔
- نماز باجماعت کا ثواب منفرد نماز سے ستائیں درجے زیادہ ہے۔
- ایک مرتبہ حضورؐ نے فرمایا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ کوئی اور شخص میری جگہ امامت کرائے، میں شہر میں نکل جاؤں اور جو مسلمان جماعت میں [illegible]

Marfat.com

نہیں ان کے مکانوں کو آگ لگا دوں۔

- حضرت عبداللہؓ بن ام مکتوم نابینا صحابی تھے اور کوئی ان کا ہاتھ پکڑنے والا نہیں تھا۔ وہ بھی نماز باجماعت میں حاضر ہونے سے معذور نہ سمجھے گئے تھے۔ انہیں یہی فرمایا گیا کہ اگر اذان سنائی دیتی ہے تو مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کیا کریں۔
- باجماعت نماز کے متعلق حضورؐ کا اپنا عمل یہ تھا کہ وصال سے چند روز پہلے حالتِ مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی تو دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لاتے اور جماعت سے نماز ادا کی۔

باجماعت نماز کی فضیلت، اس کی تاکید اور نماز منفرد کی وعید سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ باجماعت نماز پڑھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح کہ خود نماز فرض ہے۔ اِلّا یہ کہ کسی نمازی کو کوئی شرعی عذر ہو یا وہ ایسی جگہ ہو جہاں قیامِ جماعت ممکن نہ ہو۔

اب باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے ایک امام کی ضرورت ہوتی ہے امامام کے فرائض کے پیشِ نظر اس کے انتخاب سے متعلق مسلم کی ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے:۔

* قوم کا امام وہ شخص ہو جو:۔

۱۔ سب میں قرآن اچھا پڑھتا ہو (حدیث میں اقراء یعنی قرأت کا لفظ آیا ہے)۔

۲۔ اگر قرآن کے پڑھنے میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امام بنے جو سنت

Marfat.com

سے زیادہ واقف ہو۔

۳۔ اگر قرآن و سنت میں سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کا زیادہ حق رکھتا ہے جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو۔

۴۔ اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ امام بنے جو عمر میں سب سے بڑا ہو۔

اب دیکھیے امام جماعت کا اہم فریضہ یہ ہے کہ وہ نمازیوں کو اللہ کی کتاب (قرآن مجید) کی سورۃ یا سورۃ کا کچھ حصہ پڑھ کر سنائے۔ اس لیے امام کی جن قابلیتوں کا ہونا ضروری ہے ان میں سب سے مقدم اسی قابلیت کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ یعنی قرآن کی قرأت کرنے میں سب سے افضل ہو اور قرأت میں صحیح تلفظ، حفظِ آیات اور خوش الحانی کے علاوہ فہم قرآن بھی شامل ہے اس کے بعد دوسری صفات کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اس سے معاشرہ کو یہ رہنمائی ملتی ہے کہ جس مقصد کے لیے کوئی تنظیم قائم کی جائے اس تنظیم کا امیر یا سربراہ وہ ہونا چاہیے جو اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لیے زیادہ سے زیادہ قابلیت رکھتا ہو۔ اس کے بعد وہ دینی علم سے بھی بہرہ ور ہو۔ یعنی قرآن فہمی کے علاوہ سنت سے بھی اچھی طرح واقف ہو۔ اور دین کی خاطر قربانیاں بھی کر سکتا ہو۔ یعنی جس میں تقویٰ موجود ہو اور ان صفات کے ساتھ عمر کا لحاظ بھی رکھا جائے، اس وجہ سے کہ زیادہ عمر والا متقی مسلمان حسن عمل میں بڑھا ہوا ہوتا ہے۔

اب اگر کسی ملک کے مسلمان قوت اور طاقت رکھنے کے باوجود مساجد کے اندر اور مساجد کے باہر امارت کے عہدوں کا چناؤ مذکورہ بالا ارشادات

Marfat.com

کے مطابق نہ کریں گے تو مسجد کے اندر ایک نااہل امام سے جو نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ مسجد کے باہر نااہل امامت سے اس سے بھی بُرے نتائج نکلیں گے۔

انتخابِ امیر

انسان اجتماعی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ اور اجتماعی زندگی کے ہر یونٹ کے لیے ـــــ خاندان ہو یا قبیلہ، محلہ ہو یا بستی، شہر ہو یا ملک۔ ایک سربراہ کی ضرورت ہوگی۔ سربراہ پر کچھ فرائض عائد ہوں گے اور ان کے کچھ حقوق بھی ہوں گے۔ اب ضرورت ہے کہ ملک کے اندر جگہ جگہ ایسے مراکز قائم ہوں، جہاں سربراہوں کو قیادت کی اور عوام کو سمع وطاعت کی تربیت دی جائے اور آپس میں ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت کی عملی تعلیم دی جائے۔ تاکہ ایک خاندان سے لے کر ملک تک کے باشندوں کو امن وسکون کی زندگی بسر کرنا نصیب ہو۔

ایک اسلامی نظام حکومت میں نماز کے قیام سے یہ چیز بآسانی حاصل ہو سکتی ہے۔ باجماعت نماز ادا کرنے کے لیے ہر محلہ اور ہر بستی کی مسجد میں ایک امام ہوگا اور اس محلہ یا بستی کے تمام بالغ مسلمان اس کے مقتدی ہوں گے۔ شریعت میں امام اور مقتدیوں کے کچھ فرائض ہیں اور کچھ حقوق بھی۔ ظاہر ہے کہ جب باجماعت نماز میں امام اور مقتدی اپنے اپنے فرائض ادا کریں گے اور آپس میں حقوق کی نگہداشت رکھیں گے تو اس طرح دن میں پانچ وقت امام کو قیادت کرنے کی اور مقتدیوں کو سمع وطاعت کی عملی تربیت

Marfat.com

ملے گی۔ اسلام کے علاوہ کسی دوسرے تمدن میں قیادت اور سمع وطاعت کی عملی تربیت کے لیے اس سے بہتر اور کم خرچ کوئی انتظام نہ موجود ہے اور نہ ممکن ہے۔)

اب دیکھیے کہ باجماعت نماز میں امام کو قیادت کی تربیت کیسے حاصل ہوتی ہے۔ پہلے امام کے فرائض پر غور کیجیے۔

- مقتدیوں کے آگے ایک ہی سطح فرش پر کھڑے ہو کر امامت (قیادت) کے فرائض ادا کرنا۔
- دو رات کی پانچ فرض نمازوں میں سے تین نمازوں میں قرآن مجید سے سورۂ فاتحہ کے علاوہ کوئی سورۃ یا اس کا کچھ حصہ بلند آواز سے قرأت کرنا۔
- جمعہ کی نماز میں خطبہ دینا۔
- چھوٹوں، بڑوں، کمزوروں اور حاجت والوں کا لحاظ رکھتے ہوئے ہلکی نماز پڑھانا (قرأت اور رکوع و سجود میں زیادہ طوالت نہ کرنا)
- اگر دوران نماز میں کسی وجہ سے امامت کے فرائض ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو اپنی جگہ کسی اہل اور موزوں مقتدی کو خلیفہ مقرر کرنا۔
- نماز کے مقررہ اوقات پر پابندی کے ساتھ مسجد میں حاضر ہونا الا یہ کہ کوئی شرعی عذر مانع ہو۔
- نماز میں غلطی کا علم ہو جانے کے بعد دو مرتبہ سجدہ سہو کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کرنا۔

اسلامی نظام حکومت میں مسجد کی امامت بلند مقام ہے [illegible]

کے ذمہ دار عمال کھڑے ہوتے تھے۔ مسجد نبوی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود امامت کے فرائض ادا فرماتے تھے۔ اور آپ کے وقت مدینہ سے جن جن مقامات پر عمال مقرر ہو کر جاتے تھے، وہی وہاں کے امام بھی ہوتے تھے ۔ خلفائے راشدین کے وقت بھی اسی طریق کار پر عمل ہوتا رہا۔ اب جب سے مسلمانوں نے دین و سیاست کی علیحدگی کا سراسر غلط نظریہ اختیار کیا ہے اس کے نتیجہ میں ایک طرف تو مسجد کی امامت مذاق بن کر رہ گئی ہے اور دوسری طرف حکومت کے سربراہ اور عمال نماز میں قیادت کی صحیح اسلامی تربیت سے محروم ہو گئے ہیں۔

اب امام کے فرائض پر ایک اجمالی نگاہ ڈال کر دیکھیے کہ حکومت کے عمال یا دوسرے سربراہوں کو قیادت کی تربیت کس طرح حاصل ہوتی ہے۔

(عوام میں گھل مل کر فرائض ادا کرنا۔ ایک ہی سطح فرش پر مقتدیوں کے آگے کھڑے ہو کر امامت کرنے سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ امام دوسرے نمازیوں سے کوئی الگ اور بالا تر مخلوق نہیں ہے۔ بلکہ انہی میں سے ایک فرد ہے۔ اسے چند صفات کی بنا پر رہنمائی اور نمائندگی کے لیے آگے کھڑا کیا گیا ہے۔ اس سے یہ تربیت حاصل ہوتی ہے کہ مسجد کے باہر کسی قیادت یا رہنمائی کا کوئی منصب ملے تو وہ تخت بچھا کر حکمرانی اور فرماں روائی نہ کرے بلکہ لوگوں کی سطح پر رہ کر اور ان میں گھل مل کر اپنے فرائض ادا کرے۔ اسلامی نظام حکومت میں اس کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ ایک مثال ملاحظہ ہو۔

حضرت عمرؓ نے اپنے عہد خلافت میں مفتوحہ علاقوں کی زمینوں کی تقسیم

سے متعلق مشورہ کرتے وقت سرکردہ اصحاب سے خطاب فرماتے ہیں۔

"میں نے آپ حضرات کو صرف اس لیے زحمت دی ہے کہ جس بارِ امانت کو میرے سپرد کیا گیا ہے۔ اور جن معاملات کی ذمہ داری آپ لوگوں نے مجھ پر لادی ہے اس کے اٹھانے میں میری مدد کریں۔ اس لیے کہ میں بھی آپ ہی لوگوں جیسا ایک آدمی ہوں۔"

خطاب کرنے کی مشق:۔ قیادت یا سربراہی کے فرائض ادا کرنے کے لیے تقریر کے ذریعہ مافی الضمیر کے اظہار کی ضرورت اکثر پیش آتی ہے۔ نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنے اور جمعہ میں خطبہ دینے سے ضمنی طور پر تقریر کی مشق بھی حاصل ہو جاتی ہے۔

ہمدردی کے احساس کی مشق:۔ ہلکی نماز پڑھانے سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ مسجد سے باہر جب کسی کو قیادت یا سربراہی کا موقع ملے تو جماعت میں اس کا طرزِ عمل کیسا ہونا چاہیئے۔ یعنی بوڑھوں کا خیال رکھے۔ چھوٹوں کے ساتھ نرمی برتے کمزوروں کو سہارا دے اور حاجت مندوں کو سہولتیں بہم پہنچائے۔

منصب خالی کرنا:۔ نماز کے دوران میں عذر کی بنا پر خلیفہ مقرر کرنے سے اس بات کی رہنمائی حاصل ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص قیادت یا سربراہی کے فرائض ادا کرنے کے قابل نہ رہے قطع نظر اس کے کہ کسی دوسرے کو اس کا علم و احساس تک نہ ہو وہ اپنا منصب خود خالی کر دے اور اپنی جگہ کسی دوسرے اہل شخص کو کام کرنے کا موقع دے اور علیحدگی کی ایسی صورت [illegible]

Marfat.com

کہ اس کے ہٹنے کے بعد جماعت کا نظام درہم برہم ہو جاتے۔

فرض شناسی:۔ قیادت یا سربراہی کے لیے فرض شناس ہونا ضروری ہے۔ نماز کے مقررہ اوقات سے اور ارکان اور واجبات اور سنن و آداب کی پابندی سے فرض شناسی کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔

غلطی کا اعتراف کرنا:۔ نماز میں غلطی کا علم ہو جانے پر سجدہ سہو کرنے سے یہ تربیت ملتی ہے کہ سربراہ کو اپنی غلطی کا علم و احساس ہو جانے کے بعد (خواہ یہ از خود ہو یا کسی کے توجہ دلانے سے) بلا تامل اپنی غلطی کا اعتراف کر لینا چاہیے۔ اور اس کی ممکن تلافی اور اصلاح بھی کر لینی چاہیے اور اس کے اس اعلانیہ اعتراف و اصلاح میں بھی کوئی چیز مانع نہ ہونی چاہیے۔

سمع وطاعت

ہر نظم کی کامیابی کا دارو مدار ——— جماعت ہو یا حکومت ———
اس بات پر ہے کہ جماعت کے افراد یا حکومت کے شہری جس کو اپنا قائد یا سربراہ تسلیم کریں اس پر پورا پورا اعتماد کریں اور دل سے اس کا احترام کریں۔ اس کی بات غور سے سنیں اور اس کے تمام جائز احکام کی تعمیل کریں۔

اب دیکھیے کہ با جماعت نماز میں کس طرح امام پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ کس جذبہ کے ساتھ اس کے احکام کی تعمیل کی جاتی ہے اور کس احترام کے ساتھ اس کی غلطی کی نشان دہی کی جاتی ہے۔

مقتدی ہر حال میں امام کی اقتداء کرنے پر مجبور ہے، کیونکہ شریعت میں

اس کے خلاف کرنیوالوں کے لیے سخت وعید آئی ہے۔

امام اگر قرآت یا نماز کی ترتیب میں کوئی غلطی کرے تو بڑے احترام کے ساتھ اس کی نشان دہی کی جاتی ہے۔ اس سے صاف الفاظ میں یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ تجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ قرآت میں تو صرف صحیح چیز پیش کر دی جاتی ہے اور نماز کی ترتیب میں غلطی کے وقت سبحان اللہ کہہ کر اس طرف اشارہ کیا جاتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہر قسم کی غلطیوں سے مبرا ہے۔ انسان سے غلطی ہو سکتی ہے امام آپ بھی غلطی کر گئے ہیں۔ اپنے رہنما یا قائد کی غلطی کی نشاندہی کرنے کا کیا ہی خوبصورت انداز ہے جس کی تعلیم نماز میں دی جاتی ہے۔ پھر اگر امام اپنی غلطی کو غلطی نہ سمجھ کر تصیح نہیں کرتا ہے تو اس صورت میں بھی بقیہ نماز میں اس کی اقتدا کی جاتی ہے اور نماز ختم ہونے کے بعد اگر ضروری ہو تو شریعت کے مقرر کردہ طریقوں سے اس کی تلافی کر لی جاتی ہے۔

اس طرح دن میں پانچ وقت با جماعت نماز سے مقتدیوں کو اپنے قائد یا سربراہ کے احترام کرنے اور اس کے جائز احکام کی اطاعت کرنے کی تعلیم و تربیت ملتی رہتی ہے۔

یہ یاد رہے کہ امام کے ساتھ مقتدیوں کا یہ طرز عمل صرف ان غلطیوں کے بارے میں ہے جو جزئی نوعیت کی ہوں۔ لیکن اگر امام سنت نبوی کے خلاف نماز کی ہیئت اور ترکیب ہی بدل دے یا قرآن کو تحریف کر کے پڑھے یا نماز پڑھانے کے دوران میں کفر و شرک یا کھلی معصیت کا ارتکاب کرے یا اس کی عقل میں فتور آ جائے تو جماعت کا فرض ہے کہ نماز توڑ کر اس سے الگ ہو جائے اور [illegible]

Marfat.com

کر کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ قائم کرے ۔ پہلی صورت میں امام کی اقتداء (پیروی) کرنا جتنا بڑا گناہ ہے دوسری صورت میں اس کی اقتداء کرنا اس سے بڑا گناہ ہے ۔

امدادِ باہمی

اگر کہیں کسی نئی بستی یا آبادی کی بنیاد رکھی جائے تو اس میں بہت سے ایسے کام ہوتے ہیں جو امدادِ باہمی کے ذریعے ہی سرانجام پا سکتے ہیں مثلاً عام صفائی کا کام، بچوں کی تعلیم و تربیت کا کام، پانی کے نکاس کے لیے پختہ نالیوں کی تعمیر اور ان کی صفائی، گلیوں کا پختہ بنانا وغیرہ ۔

اب دیکھیے کہ نماز سے کس طرح امدادِ باہمی کے ذریعے ایسے مشترکہ کام کرنے کی تربیت حاصل ہوتی ہے ۔ نئی بستی یا آبادی کی بنیاد رکھنے والے اگر مسلمان ہیں تو نقشہ بناتے وقت سب سے پہلے باہمی مشورہ سے وہ اس بات پر غور کریں گے کہ مسجد کے لیے جگہ کہاں چھوڑی جائے اور اس کے بعد سب سے پہلا جو مشترکہ کام سرانجام پائے گا وہ مسجد کی تعمیر ہو گی ۔ باہمی مشورہ سے مسجد کی تعمیر کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے گی جو مسلمانوں سے عطیات وصول کر کے مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں تمام انتظام کرے گی ۔ جو مسلمان نقد عطیات دینے کا مقدور نہ رکھتے ہوں گے وہ مسجد کی تعمیر کے لیے محنت مزدوری کے کاموں میں اپنی خدمات پیش کریں گے اور اس طرح مل جل کر کام کرنے سے مسجد تیار ہو جائے گی ۔ اس کے بعد جملہ انتظامات مثلاً مؤذن اور امام کا تقرر، صفائی،

Marfat.com

روشنی، پانی اور فرش وغیرہ کے انتظامات مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے سپرد ہوں گے۔ مختصر یہ کہ مسجد ہی ہے جس سے وہاں کے باشندوں کو مشترکہ کام کرنے کی تربیت ورہنمائی حاصل ہوگی۔ لیکن یہ تربیت یا رہنمائی اسی صورت میں مل سکتی ہے جب کہ بستی یا آبادی میں نماز کے قیام کا پورا اہتمام ہو اور ہر بالغ مرد مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرتا ہو۔ اس صورت میں نمازیوں کو مسجد کی ضروریات کا انتظام کرنے کے لیے ایک انتظامیہ کمیٹی کے انتخاب کی ضرورت اور احساس پیدا ہوگا۔ مگر موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ مسلمانوں میں مساجد کی تعمیر کا شوق تو کچھ باقی ہے۔ لیکن ان کی آبادکاری کے احساس کا فقدان ہے۔ اگر اندازہ لگایا جائے تو کسی مسجد میں نمازیوں کی تعداد پانچ فی صدی سے زیادہ نہ ہوگی اور یہ نمازی بھی بالعموم متوسط اور غریب طبقہ کے ہوتے ہیں۔ کھاتے پیتے مسلمان اول تو نماز پڑھتے ہی نہیں۔ اور اگر ان میں سے کوئی نماز پڑھتا بھی ہے تو مسجد میں حاضر ہو کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی تکلیف گوارا نہیں کرتا۔ اس طرح مسجد کی آبادکاری ان چند نمازیوں کے محدود وسائل اور رحم وکرم پر ہوتی ہے اور دیہات میں تو مساجد کی عام حالت بالعموم ناگفتہ بہ ہے۔ اذان اور نماز باجماعت کا کوئی معقول انتظام نہیں، مسجد میں صفائی اور روشنی کا انتظام نہیں اور جب نمازی ہی نہ ہوئے تو وضو کرنے کے لیے پانی یا فرش یا چٹائیوں کی کیا ضرورت، ایسی آبادیوں کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ امداد باہمی کی برکات سے محروم کر کے انتشار و افتراق اور ایک دوسرے کو گرانے اور نیچا دکھانے کی ختم نہ ہوسکنے والی مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے۔

Marfat.com

فرض شناسی

مختلف انسانی گروہ یا قومیں جو اس وقت کرۂ زمین پر زندگی کی دوڑ میں مصروف ہیں، ان کی حالت پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ غلبہ واقتدار اور عروج و اقبال حاصل کرنے میں وہی قوم سب سے زیادہ کامیاب ہو گی جو ایسے افراد سے مرکب ہو جن کو محنت و کوشش اور کام کرنے سے الفت اور سستی و کاہلی سے نفرت ہے۔ یعنی جس قوم کے افراد میں فرض شناسی کا وصف عام ہے اور وہ اپنے فرائض کی بجاآوری میں کسی قسم کا تساہل نہیں برتتے ہیں۔

- اگر کوئی شخص اپنے خاندان کا سربراہ ہے تو وہ اپنے خاندان کے افراد کی پرورش۔ تعلیم و تربیت اور دوسری ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنے کے لیے دن رات محنت کرتا ہے۔
- اگر کوئی شخص ملازم ہے تو پوری دیانت داری سے اپنے منصبی فرائض ادا کرتا ہے۔ وقت پر حاضر ہوتا ہے اور اپنے اوقاتِ کار میں پوری تن دہی سے کام کرتا ہے۔
- اگر کوئی شخص قوم کا سربراہ ہے۔ لیڈر ہو یا صدر تو وہ ادائے فرض میں ایک نمونے کا کردار پیش کرتا ہے جس سے قوم کے افراد کو رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

اب دیکھیے نماز کس طرح سے آدمی کو فرض شناسی کی تربیت دیتی ہے۔

Marfat.com

نماز ایک فریضہ ہے جسے ادا کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر بالغ مسلمان پر (مرد ہو یا عورت) مقررہ اوقات میں لازم قرار دیا گیا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا

(۴، ۱۰۳)

ترجمہ:۔ "نماز درحقیقت ایسا فرض ہے جو پابندئ وقت کے ساتھ اہلِ ایمان پر لازم کیا گیا ہے"

اب دیکھیے کہ نمازی اس فریضہ کو ہر حالت میں کس اہتمام سے ادا کرتا ہے۔

● اذان سنتے ہی نمازی سب کام چھوڑ کر فریضۂ نماز کو ادا کرنے کے لیے مسجد کی طرف روانہ ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ اسے ایک معین وقت کے اندر اندر کرنا ہے اور دوسرے مسلمانوں سے مل کر ادا کرنا ہے۔ اِلّا یہ کہ کوئی شرعی عذر مانع ہو۔

● نمازی سفر میں ہے، لیکن وقت آنے پر اس فرض کو ادا کرتا ہے۔ اگر بیمار ہے کھڑا نہیں ہو سکتا، بیٹھ کر، اور اگر بیٹھ نہیں سکتا تو لیٹ کر اسے اشاروں ہی سے ادا کرتا ہے۔

● وضو کرنے کے لیے پانی نہیں ملتا یا پانی کے استعمال سے بیماری میں اضافہ کا احتمال ہے تو تیمم سے اس فرض کو ادا کرتا ہے۔

اگر نیند یا غفلت سے یا کسی اور وجہ سے کوئی نماز رہ جاتی ہے تو قضا ادا کر کے اس کی تلافی کرتا ہے۔

Marfat.com

دوسرے مقاصد کے علاوہ نماز کو اس طرح دن میں پانچ بار پابندیٔ وقت کے ساتھ بغیر کسی فوری معاوضہ اور تعزیری دباؤ کے ہر حالت میں ادا کرنے سے اس بات کی بھی تربیت دی جاتی ہے کہ نمازی مسجد سے باہر بھی اپنے فرائض کو ہر حالت میں مستعدی کے ساتھ وقت پر ادا کرے۔

مساوات

انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود جسمانی حیثیت سے اس قدر کمزور اور عاجز پیدا کیا گیا ہے کہ وہ اپنی زندگی کی حفاظت کے لیے اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ اور اجتماعی زندگی کو اپنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سب لوگ کسی نہ کسی حیثیت سے ایک دوسرے کے محتاج ہوں۔ اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ بلحاظ مال وجاہ، بلحاظ قابلیت واستعداد، بلحاظ صحت وقوت اور بلحاظ علم وہنر ان میں تفاوت ہو۔ ان حیثیتوں میں غیر مساوی ہونا قانونِ فطرت کے عین مطابق ہے۔ اس کے خلاف کسی قسم کی جدوجہد کرنا گویا قانونِ فطرت کے خلاف جنگ کرنا ہے۔ اور اس کا نتیجہ لازماً فساد فی الارض ہوگا۔ لیکن اس تفاوت کے علی الرغم انسانی شرافت کا یہ تقاضا ہے کہ۔

• اللہ تعالیٰ نے بعض انسانوں کو اپنی مشیت اور مصلحت سے کسی نہ کسی پہلو سے فضیلت دے رکھی ہے، ان کو اس فضیلت پر کسی قسم کا گھمنڈ یا فخر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرنا

Marfat.com

چاہیے اور جن انسانوں کو ان کا محتاج بنایا گیا ہے ان کو نظرِ استحسان سے دیکھنا چاہیے۔ ان کی کمزوری یا محتاجی سے کسی قسم کا ناجائز فائدہ نہ اُٹھانا چاہیے۔"

انسان ہونے کی حیثیت سے امیر اور غریب، آقا اور غلام، گورے اور کالے سب برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں برتر و بزرگ صرف وہی انسان ہے جس میں خدا ترسی اور پرہیزگاری پائی جاتی ہے۔ سورۃ الحجرات میں ارشاد ہوتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۔ (قرآن)

ترجمہ:۔ "اے لوگو! ہم نے تم کو پیدا کیا ایک مرد اور ایک عورت سے اور بنائیں تمہاری ذاتیں اور قبیلے تاکہ تمہاری پہچان ہو۔ بے شک اللہ کے ہاں اُسی کا مرتبہ ہے جو زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حقیقت مندرجہ ذیل دو حدیثوں میں بیان فرمائی ہے۔

ترجمہ نمبر ۱:۔ "تمام انسان کنگھی کے دندانوں کی طرح برابر ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں مگر یہ کہ تقویٰ کی بنا پر۔"

ترجمہ نمبر ۲:۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام میں جاہلیت کے فخر اور

حسب و نسب کے فخر کو یکسر ختم فرمادیا ہے۔ اس لیے کہ تمام انسان
آدم سے ہیں اور آدم مٹی سے تھے۔ ان میں اللہ کے ہاں اگر کوئی
بزرگ قرار پاسکتا ہے تو وہ جو ان میں زیادہ متقی ہو۔"
کتاب و سنت سے صاف پایا جاتا ہے کہ:۔

• اسلامی شریعت میں مساوات مطلق طور پر فرض کی گئی ہے۔ تمام
انسانوں پر یا دوسرے الفاظ میں تمام دنیا پر اس نظریہ کا اطلاق
ہوتا ہے نہ فرد کو فرد پر فضیلت حاصل ہے نہ جنس کو جنس پر۔
آقا و غلام، حاکم و محکوم سب برابر ہیں۔ ؎

نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اب دیکھیے کہ نماز کس طرح دن میں پانچ وقت اسلام کے اس نظریہ مساوات
کی عملی تربیت کرتی ہے:۔

• سب مسلمان مسجد میں مساوی الحیثیت ہیں۔ ایک چمار اگر پہلے
آیا تو وہ اگلی صف میں ہوگا۔ اور ایک رئیس اگر بعد میں آئے تو وہ
پچھلی صفوں میں رہے گا۔ کوئی بڑے سے بڑا آدمی مسجد میں اپنی
سیٹ (جگہ) ریزرو نہیں کرا سکتا۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں کہ
دوسرے مسلمانوں کو مسجد میں کسی جگہ کھڑا ہونے سے روک دے۔
یا جہاں وہ پہلے سے موجود ہو وہاں سے اس کو ہٹا دے۔ کوئی اس
کا مجاز نہیں کہ آدمیوں میں سے پھاند کر صفوں کو چیر کر آگے
پہنچنے کی کوشش کرے۔ سب مسلمان ایک صف میں ایک

Marfat.com

دوسرے کے برابر کھڑے ہوں گے۔ وہاں نہ کوئی بڑا ہے نہ چھوٹا، نہ کوئی اونچ ہے نہ نیچ۔ نہ کسی کے چھو جانے سے کوئی ناپاک ہوتا ہے، نہ کسی کے برابر کھڑا ہونے سے کسی کی عزت کو بٹہ لگتا ہے۔ بازار کا جاروب کش آئے گا اور گورنر کے برابر کھڑا ہو جائے گا۔ یہ وہ اجتماعی جمہوریت (SOCIAL DEMOCRACY) ہے جسے قائم کرنے میں اسلام کے سوا کوئی کامیاب نہیں ہو سکا۔ یہاں روزانہ پانچ وقت سوسائٹی کے افراد کی اونچ نیچ برابر کی جاتی ہے۔ بڑوں کے دماغ سے کبریائی کا غرور نکالا جاتا ہے۔ چھوٹوں کے ذہن سے پستی کا احساس دُور کیا جاتا ہے اور سب کو یاد دلایا جاتا ہے کہ خدا کی نگاہ میں تم سب یکساں ہو۔

یہ صف بندی جس طرح طبقاتی امتیازات کو مٹاتی ہے اسی طرح نسل، قبیلہ، وطن اور رنگ وغیرہ کی عصبیتوں کو بھی مٹاتی ہے۔ مسجد میں کسی امتیازی نشان کے لحاظ سے مختلف انسانی گروہوں کے بلاک الگ نہیں ہوتے۔ تمام مسلمان جو مسجد میں آئیں، خواہ کالے ہوں یا گورے، ایشیائی ہوں یا فرنگی، سامی ہوں یا آرین اور ان کے قبیلوں اور ان کی زبانوں میں خواہ کتنے ہی اختلافات ہوں، بہرحال سب کے سب ایک صف میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے ہیں۔ روزانہ پانچ وقت اس نوع کا اجتماع ان تعصبات کی بیخ کنی کرتا رہتا ہے جو انسانی جماعت میں خارجی اختلافات

Marfat.com

کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ انسانی وحدت قائم کرتا ہے،
بین الاقوامیت کی جڑیں مضبوط کرتا ہے اور اس خیال کو ذہنوں
میں پیوست کر دیتا ہے کہ حسب و نسب اور برادریوں کی ساری
عصبیتیں جھوٹی ہیں۔ تمام انسان خدا کے بندے ہیں اور اگر خدا
کی بندگی، عبادت، پردہ سب متفق ہو جائیں تو پھر وہ ایک
امت ہیں۔"

(اسلامی عبادات از سید ابو الاعلیٰ مودودی)

ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس حقیقت کو ایک ہی شعر میں قلمبند کر دیا ہے:۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

(اقبال)

اسلام کے اسی نظریۂ مساوات کی بنیاد پر تمام انسانوں کو فکر و ضمیر، عقیدہ
اور اظہار رائے کی آزادی حاصل ہوتی ہے اور خلافتِ راشدہ کی تقلید میں اب
غیر مسلم قومیں بھی انسان کے ان حقوق کو اپنے ملکی قوانین کے ذریعے تسلیم کر
رہی ہیں۔

ضبطِ نفس

بقائے زندگی کے لیے غذا کی طلب، بقائے نسل کے لیے صنفِ مقابل سے
رغبت اور کھوئی ہوئی طاقت کو بحال کرنے کے لیے آرام کی خواہش انسانی زندگی

Marfat.com

کے فطری مطالبات ہیں اور ان کی طرف طبیعت کا میلان قرآن مجید کی اصطلاح میں ھوٰی (خواہش وحرص) کہلاتا ہے۔ عربی زبان میں ہوٰی کے لغوی معنیٰ ہے گرنا۔ اور چونکہ یہ خواہشات خواہش پرست انسان کو لے گرتی ہیں۔ اس لیے اِسے ہوٰی کہا گیا ہے۔

اب اگر انسان اپنے نفس کی خواہشات کو شرعی حدود کے اندر رہ کر پورا کرے تو عین اسلام ہے اور اگر وہ اپنی خواہشات کا غلام بن جاتے تو پھر اُس کا ابدی دشمن شیطان اُسے کمزور ہمت پاکر اس پر سوار ہو جاتا ہے۔ اور لگام دے کر جدھر چاہے دوڑائے پھرتا ہے۔

قرآن مجید میں ایسے خواہش پرست کو کُتّے سے تشبیہہ دی گئی ہے۔

وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ۔ (۷:۱۷۶)

ترجمہ:۔ اور وہ دھرنا مار کر زمین پر بیٹھ رہا اور خواہشات کے پیچھے پڑ گیا تو اس کی مثال کُتّے کی سی ہے۔

کُتا وہ جانور ہے جس کی ہر وقت لٹکی ہوئی زبان اور ٹپکتی ہوئی رال ایک نہ بجھنے والی آتشِ حرص اور کبھی نہ سیر ہونے والی طبیعت کا پتہ دیتی ہے اور اس کا جنسی رجحان سب کو معلوم ہے۔ اُردو زبان میں بھی ایسے شخص کو جو دنیا کی حرص میں اندھا ہو رہا ہو "دنیا کا کُتّا" کہتے ہیں۔ ایسا شخص ہدایت نہیں پا سکتا۔ ہدایت پانا تو در کنار ایسا شخص اخلاقی طور پر انسانیت کے مقام سے گِر کر حیوان سے بھی بدتر مخلوق قرار پاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:۔

Marfat.com

أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ ط أَفَأَنْتَ تَكُوْنُ عَلَيْهِ وَكِيْلًا ه أَمْ تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُوْنَ أَوْ يَعْقِلُوْنَ ط إِنْ هُمْ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيْلًا۔ (۲۵ : ۴۳، ۴۴)

ترجمہ :۔ کیا تم نے کبھی اس شخص کے حال پر غور کیا جس نے اپنی خواہشات کو اپنا معبود بنا رکھا ہے۔ کیا تم اس شخص کا ذمّہ لے سکتے ہو اور کیا تمہارا خیال ہے کہ اکثر ان میں سے سُن سمجھ سکتے ہیں؟ یہ لوگ تو یقیناً چوپایوں کی مانند ہیں۔ بلکہ ان سے بھی گمراہ تر۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ ۔

ترجمہ :۔" جب تک کسی شخص کی تمام خواہشات میری شریعت کے تابع نہ ہو جائیں وہ مومن نہیں ہو سکتا ہے۔"

انسانی تاریخ کے مطالعہ سے یہ چیز صاف نظر آتی ہے کہ انسان کو گمراہ کرنے کے لیے شیطان کا داؤ زیادہ تر خواہشات کے ذریعے چلتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے جو عبادتیں فرض کی ہیں ان میں درجہ بدرجہ ضبطِ نفس کی تربیت کا خاص اہتمام فرمایا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ دنیا میں بڑے درجہ کے کام وہی انسان سرانجام دے سکتے ہیں جو نفس کی خواہشات کو اپنے قابو میں رکھ سکتے ہیں لہٰذا ان قوتوں کو جو اللہ تعالیٰ نے ان میں ودیعت کی ہیں اپنے ارادے

کے مطابق استعمال کر سکتے ہیں۔

انسانی زندگی کی اصلاح میں ضبطِ نفس کی اہمیت واضح ہو جانے کے بعد اب دیکھیے کہ دن میں پانچ وقت نماز سے کس طرح اس کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔

● صبح کا وقت ہے۔ گرمی کے موسم میں اس وقت مزے کی نیند آ رہی ہے۔ مؤذن اپنی اذان میں اعلان کرتا ہے کہ "اٹھو! نماز کی طرف آؤ۔ نیند سے نماز بہتر ہے" آرام طلب نفس اُٹھنے سے جی چراتا ہے۔ لیکن نمازی نفس کی خواہش کو ٹھکرا دیتا ہے اور اُٹھ کر خدا کے حضور میں حاضر ہو جاتا ہے۔

● سردی کا موسم ہے۔ اور صبح کے وقت سردی کی شدت ہے۔ غسل کی حاجت ہے۔ پانی گرم نہیں مل رہا ہے۔ آرام طلب نفس غسل کرنے سے گھبراتا ہے۔ لیکن نمازی اپنے نفس پر غالب آ کر غسل کرتا ہے اور وقت پر نماز ادا کرتا ہے۔

● گرمی کا موسم ہے۔ گرمی کی وجہ سے دن کے پہلے حصہ میں زیادہ کام کیا۔ تھکاوٹ کو دُور کرنے کے لیے غسل کیا۔ دوپہر کا کھانا کھایا۔ اور آرام کے لیے لیٹے ہی تھے کہ مسجد سے ظہر کی اذان ہوتی۔ آرام طلب نفس تھکاوٹ اور سخت گرمی کا عذر پیش کرتا ہے۔ لیکن نمازی اس کے مطالبے کو رد کرتے ہوئے ظہر کی نماز کے لیے اُٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

● دن ختم ہونے کو ہے۔ ہر شخص سورج غروب ہونے سے پہلے اپنا کام سمیٹنے میں مصروف ہے۔ دوکانوں پر ضروریاتِ زندگی کی خرید و فروخت کا زور ہے۔ بعض لوگوں کے لیے تفریح و شغل کا وقت ہے۔ دن کے اس مصروف

حصّہ میں نماز عصر کا وقت آتا ہے۔ نفس کو مصروفیات و مشاغل کا عذر ہے۔ لیکن نمازی اپنے نفس کی خواہش پر قابو پا کر نماز عصر وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرتا ہے۔

● دن بھر کی مصروفیات و مشاغل سے فارغ ہوتے ہی نماز مغرب کا وقت آتا ہے۔ نفس تقاضا کرتا ہے کہ بھوک لگ رہی ہے۔ تھکے ماندے ہیں۔ گھر جا کر کھانا کھائیں اور آرام کریں۔ لیکن نمازی نفس کی اس خواہش پر بھی قابو پا کر گھر آنے سے پہلے نماز مغرب ادا کرتا ہے۔

● نماز مغرب کے بعد کھانا کھانے سے طبیعت بوجھل سی ہو جاتی ہے دن بھر کی محنت کا بھی تقاضا ہے کہ آرام کیا جائے۔ اس وقت گھر کے نجی معاملات بھی زیر بحث آتے ہیں۔ دوسرے دن کے کاموں کے پروگرام پر بھی غور و فکر کیا جاتا ہے۔ ادھر مسجد سے نماز عشاء کی اذان سنائی دیتی ہے۔ نمازی ان سب دلچسپیوں کو چھوڑ کر ادائے فرض کے لیے چل دیتا ہے۔

● نمازی سفر میں ہے۔ سفر کی مشکلات نماز کی راہ میں حائل ہوتی ہیں۔ کبھی طہارت و وضو کے لیے پانی دستیاب نہیں ہوتا۔ موٹر یا گاڑی میں نماز کے لیے جگہ نہیں ملتی۔ نفس مشکلات کا عذر پیش کرتا ہے۔ لیکن نمازی ان مشکلات پر قابو پا کر حالات کے مطابق نماز ادا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

● بیماری کی حالت میں نفس نماز سے چھٹی پانے کی خواہش کرتا ہے۔ کبھی تکلیف کا عذر پیش کرتا ہے۔ کبھی کمزوری کا اور کبھی بدن و لباس کی ناپاکی کا بہانہ کرتا ہے۔ لیکن نمازی نفس کے ان عذرات کی پروا نہیں کرتا۔ وضو یا

Marfat.com

غسل نہ کر سکے تو تیمم سے، کپڑے پاک نہ کر سکے تو انہیں بدل کر، اور کھڑا ہو کر نماز ادا نہ کر سکے تو بیٹھ کر یا لیٹ کر اشاروں سے نماز ادا کر لیتا ہے۔

مختصر یہ کہ زندگی کی دوڑ دھوپ میں انسان کا نفس ہر وقت کسی نہ کسی مشغولیت، فائدے، نقصان، سلطنت، لذت اور تکلیف کے بہانے بناتا ہے اور موقع ڈھونڈتا رہتا ہے کہ ذرا انسان کے اندر کمزوری پیدا ہو اور یہ اس پر سوار ہو جائے۔ مگر نماز ہر موقع پر انسان کے لیے تازیانہ بن کر آتی ہے اور اس کی اونگھتی ہوئی قوتِ ارادی کو جگاتی ہے اور اس سے مطالبہ کرتی ہے کہ نفس کی خواہشات کو اپنے حکم کے تابع بنائے۔ اس کا غلام بن کر نہ رہ جائے نفس کی طلب اور نماز کی پکار کے مابین یہ کش مکش ہر روز پیش آتی ہے مختلف حالتوں اور مختلف صورتوں میں پیش آتی ہے۔ کبھی سفر میں، کبھی حضر میں، کبھی گرمی میں کبھی جاڑے میں، کبھی آرام کے وقت، کبھی کاروبار کے وقت، کبھی تفریح کے موقع پر اور کبھی رنج وغم اور بیماری کے موقع پر۔ اگر نمازی نے نفس کی بات مان لی تو وہ شکست کھا گیا۔ اور نفس جو اس کا غلام تھا اس کا آقا بن گیا اور اگر ہر حالت اور ہر صورت میں اس نے نماز کے مطالبہ کو پورا کیا تو پھر نمازی میں تدریجاً اور غیر محسوس طور پر وہ طاقت پیدا ہو جائے گی جس کو نفس میں قابو رکھ کر وہ شریعت کی حدود کو قائم رکھ سکے گا۔

برعکس اس کے جو لوگ اپنی خواہشات کے غلام بن کر نمازوں کو ضائع کر دیتے ہیں، وہ اسلام کے دوسرے فرائض کو اس سے بڑھ کر ضائع کرنے والے ہوتے ہیں اور اس طرح شیطان کے فریب میں آکر کج روی میں مبتلا

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ (مریم ۱: ۵۹)

ترجمہ:۔ "پھر ان کے بعد ایسے ناخلف لوگ آئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا اور خواہشات کے پیچھے پڑ گئے۔ لہٰذا عنقریب وہ کج روی میں مبتلا ہو گئے۔"

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے غالباً اسی آیت پاک کی وعید سے بچنے کے لیے اپنے عہدِ خلافت میں تمام عمال کو نماز کی پابندی کے سلسلے میں ایک مشترکہ پیغام بھیجا تھا جس کا اُردو ترجمہ حسبِ ذیل ہے:۔

"نماز کے وقت تمام کام چھوڑ دو۔ کیونکہ جس شخص نے نماز کو ضائع کیا وہ دوسرے فرائض اسلام کا سب سے زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔"

(سیرت عمر بن عبدالعزیز۔ مصنفہ مولانا عبدالسلام ندوی)

اخلاص

تمام نیک اعمال کا سرچشمہ اور جزو محض اخلاص فی الدین ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی عبادات و استعانت کو پورے اخلاص کے ساتھ خدا سے مخصوص کر دے۔

یاد رہے کہ لفظ عبادت کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ مختصراً اس کے معنیٰ

Marfat.com

غلامی، اطاعت اور پرستش کے ہیں۔ خدا کے لیے عبادت مخصوص کرنے کے معنی یہ ہیں کہ دنیا کی دوڑ دھوپ میں غلامی ہو تو صرف خدا کی۔ فرمانبرداری ہو تو صرف خدا کی۔ اور پرستش (پوجا پاٹ) ہو تو صرف خدا کی۔ پرستش میں سجدہ، رکوع، دست بستہ قیام، طواف، نذر و نیاز اور قربانی وغیرہ کے مراسم کے علاوہ کسی کو عالمِ اسباب پر ذی اقتدار خیال کر کے اپنی حاجتوں میں اس سے دُعا مانگنا بھی شامل ہے۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر ارشاد ہوتا ہے کہ اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرو۔ چند آیات ملاحظہ ہوں:۔

۱۔ وَ اَخْلَصُوْا دِیْنَهُمْ لِلّٰهِ ۔ (۴-۱۴۶)

ترجمہ:۔ "اور اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کر دیا۔"

۲۔ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ (۳۹، ۲، ۳)

ترجمہ:۔ "پس تُو دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے صرف اس کی بندگی کر۔ خبردار اللہ ہی کے لیے ہے بندگی خالص۔"

۳۔ قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ؕ

(۳۹-۱۱)

ترجمہ:۔ "کہو مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کر کے اسی کی بندگی کروں۔"

قرآن کی زبان میں لفظ دین سے مراد پورا نظامِ زندگی ہے۔ اور اللہ کے

لیے دین کو خالص کرنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے تمام معاملات میں حاکمیت، فرماں روائی، حکمرانی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی تسلیم نہ کرے اس کی تمام وفاداریاں، اس کی ساری دلچسپیاں، محبتیں اور عقیدتیں اللہ کے سوا کسی اور سے وابستہ نہ ہوں۔ اور دنیا کی کسی چیز سے، حتیٰ کہ اپنی جان کے ساتھ بھی ایسا لگاؤ باقی نہ رہے کہ اللہ کی رضا کے لیے اسے قربان نہ کیا جا سکتا ہو۔ اس سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَايَقْبَلُ مِنَ الْعَمَلِ اِلَّا مَاكَانَ لَهٗ خَالِصًا وَابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُهٗ۔

ترجمہ:۔" اللہ تعالیٰ کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں کرتا جب تک وہ خالص اس کی خوشنودی و رضا کے لیے نہ کیا جائے۔"

ان ارشادات سے صاف پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں انسان کے جو اعمال خالی از اخلاص ہوں کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتے۔ حد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا کرنے کے لیے جنگ کرنا سب سے بڑی عبادت ہے، لیکن اس میں شرکت اگر خالصتہً اللہ کی رضا و خوشنودی کے لیے نہ ہو تو اس میں بھی اپنی جان قربان کرنے والے کا مقام دوزخ ہی ہوگا۔

(ترجمہ حدیث)" قیامت کے دن سب سے پہلے تین قسم کے آدمیوں کا فیصلہ کیا جائے گا۔ پہلے وہ شخص لایا جائے گا جو لڑ کر شہید ہوا تھا۔ خدا اس کو اپنی نعمتیں جتلائے گا۔ اور جب وہ ان کا اقرار کر لے گا تو پھر خدا پوچھے گا کہ تو نے میرے لیے کیا کیا؟ وہ کہے گا،

Marfat.com

میں نے تیرے لیے جنگ کی، یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اس پر خدا فرمائے گا، تُو نے جھوٹ بولا۔ تُو تو اس لیے لڑا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں شخص بڑا جری اور بہادر ہے۔ سو تیرا یہ مقصد پورا ہو گیا۔ پھر خدا اس کے لیے عذاب کا حکم دے گا۔ اور اُسے مُنہ کے بَل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔" الخ

دین اسلام میں تمام قسم کی نیکیوں کے لیے اخلاص کی اہمیت واضح ہو جانے کے بعد اب دیکھیے کہ نماز کس طرح نمازی میں اخلاص کی صفت پیدا کرتی ہے۔

بادشاہی و فرماں روائی کا اقرار:۔ نماز کے شروع میں سُبۡحٰنَکَ اللّٰهُمَّ کی دعا میں لَا اِلٰهَ غَیۡرُکَ کہہ کر اور اَلتَّحِیَّاتُ میں لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دے کر اس بات کا اقرار کیا جاتا ہے کہ کائنات میں بادشاہی اور فرماں روائی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

ربوبیت کا اقرار:۔ سورۃ فاتحہ میں رب العالمین کہہ کر اس حقیقت کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ سب کا خالق، مالک، اور رازق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

جزا اور سزا پر ایمان:۔ سورۃ فاتحہ میں مَالِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ کہہ کر یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ قیامت کے دن کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اسی کی عدالت میں جزا و سزا کے فیصلے ہوں گے۔

عہدِ وفاداری:۔ سورۃ فاتحہ میں اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ

Marfat.com

کر اس بات کا عہد کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے گی اور نہ ہی کسی کو اپنا مددگار جانا جائے گا۔

قبولیت کی دُعا۔ سورۂ فاتحہ میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ رکوع کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ۔ اور نماز کے خاتمہ پر دوسری دعائیں اور درخواستیں پیش کرنے میں یہ بات مضمر ہے کہ دعائیں اور درخواستیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے حضور میں پیش کرنی چاہئیں ۔ وہی ان کو سُنتا اور قبول کرتا ہے۔

عبادات خالصتہً لِلّٰہ۔ التحیات کے شروع میں اس بات کا اقرار کیا جاتا ہے کہ تمام قسم کی زبانی، بدنی اور مالی عبادتیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہیں۔

دیگر صفات۔ ان اقراروں اور عہدوں کے علاوہ نماز میں مندرجہ ذیل حقیقتوں کا اعتراف بھی کیا جاتا ہے :۔

- اللہ تعالیٰ کی ذات تمام عیبوں اور خامیوں سے پاک ہے (سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی)
- اللہ تعالیٰ کی ذات تمام خوبیوں کی مالک ہے۔ (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ)
- اللہ تعالیٰ کی شان سب سے بڑی ہے۔ (اَلْعَظِیْمُ)
- اللہ تعالیٰ کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ (اَلْاَعْلٰی)
- بڑائی میں اللہ تعالیٰ کا کوئی ثانی نہیں۔ (اَللّٰہُ اَکْبَرُ)
- اللہ تعالیٰ کی ذات ہی بھروسے کے لائق ہے۔ (نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ)

● اللہ تعالیٰ کی ذات سے رحمت کی امید ہے۔ (نَرْجُوْا رَحْمَتَكَ)

سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن مجید سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں، ان میں بھی اللہ تعالیٰ کی صفات کا ذکر اور اس قسم کے عہد و پیمان کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ سورۂ اخلاص میں خالص توحید کا بیان ہے۔ اب اگر نمازی نماز کی دعاؤں کا مطلب جانتا اور سمجھتا ہے اور صحیح طور پر نماز ادا کرنے کا تقاضا یہی ہے کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جائے اُسے جانا بھی جائے، تو اس صورت میں نمازی اللہ کے حضور میں پاک اور صاف ہو کر بڑے ادب سے کھڑا ہو کر اور بیٹھ کر، رکوع میں اور سجدہ میں ان حقیقتوں کا اعتراف کرتا ہے کہ دنیا اور آخرت میں حاکمیت، فرمانروائی اور حکمرانی صرف اللہ تعالیٰ کی ہے صرف وہی دعائیں سُنتا اور قبول کرتا ہے۔ اس کے سوا کوئی اسے نقصان یا فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور وہ خود خدائے واحد کا بندہ ہے اور بندہ ہونے کی حیثیت سے وہ اپنے اختیارات اور اپنی قوتوں کو اسی کے قانون و ضابطہ اور اسی کی رضا و خوشنودی کے مطابق استعمال کرتا ہے، تاکہ جب وہ قیامت کے روز اپنے مالکِ حقیقی کے سامنے حساب کے لیے پیش ہو تو اس کے زمانۂ زندگی سے یہ ثابت ہو کہ دنیا میں وہ اس کا سچا فرمانبردار بندہ تھا۔

لیکن اگر کوئی نمازی نماز کی دعاؤں کا مطلب نہیں جانتا ہے (اس وقت اکثریت ایسے ہی نمازیوں کی ہے)، تو اس صورت میں بھی نماز کی پابندی کے لیے جو چیز مجبور کرتی ہے وہ بھی محض اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے حصول کا جذبہ ہی ہے۔ ورنہ کام چھوڑ کر نماز کی ادائیگی میں جو وقت صرف

Marfat.com

ہر حالت میں اس فرض کو بجا لانے کے لیے جو اہتمام کرنا پڑتا ہے وہ کسی دنیوی لالچ یا کسی بیرونی دباؤ کے تحت نہیں ہے اور بالخصوص موجودہ دور میں جب کہ نماز چھوڑ دینے پر نہ برادری کی طرف سے کوئی ملامت ہے اور نہ حکومت کی طرف سے کوئی باز پرس۔ بلکہ اس کے برعکس نمازیوں کو نکو بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور انہیں "ملا" کا خطاب دے کر ایک قسم کی گالی سے نوازا جاتا ہے۔ ان حالات کے تحت خدا کی رضا کے حصول کی خواہش کے سوا اور کوئی چیز نماز کی پابندی کی محرک نہیں رہ جاتی۔

اس طرح جب دن میں پانچ وقت نماز خالصتہً لوجہ اللہ ادا کی جاتی ہے تو پھر نمازی میں اس تربیت سے دوسرے فرائض کے ادا کرنے کے لیے بھی اخلاص کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اگر تجزیہ کیا جائے تو دوسرے ارکانِ اسلام یعنی زکوٰۃ، روزہ، حج اور دیگر فرائض وہی مسلمان خالصتہً للہ ادا کر سکتے ہیں۔ جو خالص اور مخلص نمازی ہوں۔ بے نمازوں کو بالعموم یہ توفیق حاصل نہیں ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لیے کوئی نیک عمل کریں۔

تعمیرِ سیرت

انسان اپنی بعض فطری کمزوریوں کی وجہ سے اجتماعی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ لیکن سب انسان چونکہ ایک ہی طرح کی مخلوق ہیں اور ان سب کے نفس اور مزاج بھی قریب قریب ایک ہی نوعیت کی ہیں۔ اس

Marfat.com

لیے بتقاضائے بشریت اکثر ضرورتوں اور حاجتوں کی کش مکش میں باہمی تنازعات کا سرزد ہو جانا لازمی ہے۔ خلق آدم کے وقت فرشتوں نے بھی یہی چیز خدا کے سامنے پیش کی تھی۔

قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَیَسْفِکُ الدِّمَآءَ

(۲ : ۲)

ترجمہ:۔" انہوں (فرشتوں) نے عرض کیا۔ کیا آپ اس میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے گا اور خون ریزیاں کرے گا۔"

انسان کے باہمی تنازعات کے انسداد کے لیے ضروری ہے کہ ہر شخص کو یہ معلوم ہو کہ اجتماعی زندگی میں افراد کے باہم دگر حقوق و فرائض کیا ہیں۔ وہ دوسروں کے حقوق اور اپنے فرائض ادا کرے۔ اس طرز کی تربیت ہی خدا کی زمین سے فساد اور ظلم و جور کو دُور کر سکتی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ انسان کے حقوق و فرائض کیا ہیں، ان کا تعین کرنا کسی فرد، گروہ یا طبقہ کا کام نہیں ہے۔ بلکہ یہ حق صرف اسی ذات کو حاصل ہے جس نے انسان کو پیدا کر کے اسے دنیا میں خلافت کا منصب عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اس ذات نے ہماری رہنمائی کی ہے۔ حقوق و فرائض کا تعین شریعتِ اسلامی نے واضح فرما دیا ہے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پورے عدل و انصاف کے ساتھ بلکہ احسان کی حد تک اللہ تعالیٰ اور اس کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے کا عملی نمونہ پیش کر کے ملک عرب کی جاہل اور اُجڈ قوم کی تربیت اس طرح فرمائی

Marfat.com

کہ انسان کی اجتماعی زندگی میں خیر و برکت کی بہار آگئی۔

قرآن مجید و احادیث کی تعلیمات اور تاریخِ اسلامی کے اوراق شاہد ہیں کہ اس جاہل اور اُجڈ قوم کی سیرتوں کی تعمیر مندرجہ ذیل ایمانیات و عقائد کی بنیادوں پر کی گئی تھی۔

● انسان کا خالق، مالک، حاکم، پرورش کرنے والا، رزق دینے والا، دُعاؤں کے سُننے اور قبول کرنے والا، ظاہر و باطن کا علم رکھنے والا اور نفع و نقصان دینے والا صرف اللہ ہی ہے۔

● حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ان کی اطاعت اور ان سے وفاداری در اصل اللہ کی اطاعت اور اللہ سے وفاداری ہے۔

● انسان خدا کا بندہ ہے اور اسے دنیا میں سب کچھ بندہ ہونے کی حیثیت ہی سے کرنا ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرنا ہے۔

● قیامت کے دن ہر بندے کو اپنے اعمال کا حساب دینے کے لیے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے اور اعمال کے مطابق جزا یا سزا مل کر رہے گی۔

ان ایمانیات و عقائد کی بنیادوں پر جن افراد کی سیرتیں پختہ ہوگئیں ان کو ایک نظم میں منسلک کر کے ایک ریاست قائم کی گئی اور معاشرہ میں سے جن لوگوں نے اتمامِ حجت کے بعد اپنے حقوق کی حفاظت اور فرائض کی بجا آوری میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی، انہیں شریعت اسلام کے قوانین کے مطابق سزا دی گئی۔ تاکہ آئندہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رہیں اور دوسر

Marfat.com

اس سے عبرت حاصل کریں۔

مسلم معاشرہ کی اصلاح کے لیے اس سے جو رہنمائی ملتی ہے اس کا طریق کار وہی ہے کہ پہلے افراد کی سیرتوں کو اس خاص ڈھنگ پر تیار کیا جائے جو انسانی زندگی بسر کرنے کے لیے بہترین ہے۔ اور پھر تربیت یافتہ افراد کو ایک نظم میں منسلک کر کے زمین پر خدا کے تعلیم کردہ نظامِ زندگی کو قائم اور نافذ کیا جائے اور قرآن مجید کی تعلیمات کے مطابق اس کی ابتدا اسلامی اعمال میں سے قیام صلوٰۃ اور ایتاء زکوٰۃ سے ہوگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ (حج)

قرآن مجید کی اس آیت سے صاف پایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کے جماعتی اقتدار کی اصل علامت یہی دو عمل۔ قیامِ صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ ہیں اور جس گروہ کا اقتدار ان دو عملوں کے قیام سے خالی ہو، اس کا اقتدار اسلامی اقتدار نہ سمجھا جائے گا اور ان دو عملوں سے بھی نماز کو اولیت حاصل ہے۔ اس وجہ سے بھی کہ توحید و رسالت پر ایمان لانے کے بعد نماز اللہ تعالیٰ کی عملی اطاعت کی اوّلین اور دائمی علامت ہے اور اس وجہ سے بھی کہ اس پر اخلاص کے ساتھ عمل کرنے کے بعد ہی دوسرے ارکان اسلام کی تعمیل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو مسلمان نماز کو ضائع کرتا ہے وہ دوسرے فرائض اسلام کا سب سے زیادہ ضائع کرنے والا ہوتا ہے۔

فریضۂ نماز در اصل جوہر ایمان ہے۔ اس کی حقیقت خشوع و خضوع ہے

Marfat.com

خواہش پرستی کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔ (مریم)

ترجمہ :۔" پھر ان کے بعد ایسے ان کے ناخلف جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کی فضیلت کھودی اور اپنی نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے۔ سو قریب ہے کہ ان کی سرکشی ان کے آگے آئے۔"

جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ مسلمان معاشرہ کی اصلاح قیام نماز و ایتاء زکوٰۃ کے بجائے محض حکومت کے ڈنڈے، قوانین کی طاقت اور تعزیرات کی بھرمار سے کر سکتے ہیں، وہ سراسر غلط فہمی میں ہیں۔ تعزیرات تو ذہنی تربیت سے افراد کی اصلاح کرنے اور ماحول کو سازگار بنانے کے بعد ہی مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں۔

اب دیکھیے کہ مسلمان معاشرہ میں افراد کی سیرتوں کو تعمیر کرنے میں نماز کیا پارٹ ادا کرتی ہے۔

نماز کے بنیادی مقصد میں یہ چیز پوری طرح واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ دن میں پانچ وقت نماز کی دعائیں کس طرح نمازیوں میں بنیادی عقائد کو پختہ کرتی ہیں اور پھر کس طرح ان عقائد کی پختگی سے وہ فحشاء اور منکر سے بچ جاتے ہیں۔

نماز کے ذیلی مقاصد میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے بعض لوازمات

Marfat.com

کی فہرست دی گئی ہے۔ فریضۂ نماز کے بنیادی مقصد اور اس کے ذیلی مقاصد پر ایک نظر ڈالنے سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ فریضۂ نماز کے قیام سے مسلم قوم کے افراد میں فرداً فرداً اور قوم میں بحیثیت مجموعی وہ اوصاف پیدا ہوتے ہیں جو خدا کی بندگی کا حق ادا کرنے اور دنیا میں خلافتِ الٰہی کا بار سنبھالنے کے لیے ضروری ہیں۔ اسی بنا پر فریضۂ نماز کو دین اسلام کا ایک ستون قرار دیا گیا ہے۔ یہ ستون اگر منہدم ہو جائے تو مسلمان قوم کی انفرادی سیرت اور اجتماعی ہیئت دونوں مسخ ہو کر رہ جاتی ہیں اور پھر یہ قوم اس مقصدِ عظیم کے لیے کام کرنے کی اہل نہیں رہتی ہے۔ جس کی خاطر وہ وجود میں لائی گئی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کی حکومتوں کو زوال اس وقت آیا جب انہوں نے نمازوں کو ضائع کرنا شروع کر دیا۔

مختصر یہ کہ قیامِ نماز سے مسلمان قوم کو فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر مندرجہ ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

- نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔
- نماز مسلمانوں میں خدا کا بندہ ہونے کا شعور ہر وقت تازہ اور زندہ رکھتی ہے۔
- نماز روزانہ پانچ وقت مسلمانوں میں اونچ نیچ برابر کرتی اور عملی مساوات کا درس دیتی ہے۔
- نماز مسلمانوں میں محبت، ہمدردی اور یک جہتی پیدا کرتی ہے۔
- نماز مسلمانوں میں فرض شناسی کی صفت پیدا کرتی ہے۔

Marfat.com

- نماز مسلمانوں کو ضبطِ نفس کی مشق کراتی ہے۔
- نماز مسلمانوں کو آرام طلبی اور سہل انگاری سے بچاتی اور ان میں مستعدی اور باقاعدگی پیدا کرتی ہے۔
- نماز اسلام میں دوسرے فرائض کی بجاآوری کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔
- نماز اجتماعی زندگی میں امارت کے انتخاب کی تربیت دیتی ہے۔
- نماز اجتماعی زندگی میں امیر کی طاعت و سمع کی تربیت کرتی ہے۔
- نماز مسلمانوں میں خالصتہً للّٰہ نیک کام کرنے کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔
- نماز میں اللہ کے ذکر و فکر سے روح کو تقویت ملتی ہے۔

دین اسلام میں نماز کی اس قدر اہمیت کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے نماز کے احکام معراج کے موقعہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خاص دربار میں بُلا کر عطا فرمائے۔ اس کا ادا کرنا ہر حالت اور ہر صورت میں لازم قرار دیا اور نمازوں کے ضائع کرنے والوں کے لیے سخت وعید فرمائی۔

Marfat.com

حرفِ آخر

آج جن مسلم ممالک نے آزاد اور خود مختار ہونے کے باوجود اس اہم فریضہ کے قیام کو پسِ پشت ڈال رکھا ہے ، ان کا حال بھی سب کے سامنے ہے ۔ ان میں سے کسی ملک پر اشتراکیت قبضہ کر چکی ہے ، اور کسی کو اس کا خطرہ بڑی طرح لاحق ہے ۔ بعض ممالک اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں ۔ اور انہیں غیر اقوام سے بھیک مانگنی پڑ رہی ہے ۔ اپنے ملک پاکستان کا حال ہی دیکھ لیجئے ۔ اسے آزاد ہوتے چودہ سال ہونے کو ہیں ۔ اس عرصہ میں مختلف پارٹیاں برسرِ اقتدار آئیں لیکن کسی پارٹی نے بھی اگر کوئی کام نہ کیا تو وہ قیامِ نماز کا کام تھا ۔ حالانکہ حکم خداوندی کے تحت اختیارات حاصل ہوتے ہی اس کا اہتمام کرنا چاہیے تھا ۔ اس سے خود ان کی .... اور معاشرہ کی اصلاح ہوتی ۔ اور اس کے انتظامات کے لیے خزانہ پر بھی کوئی بھاری بوجھ پڑنے کا احتمال نہ تھا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارٹیاں یکے بعد دیگرے کیفرِ کردار کو پہنچیں ۔

مسلمان معاشرہ کے تمام امراض و مصائب کا علاج و نسخہ شفاء جو حکیمِ مطلق نے تجویز فرمایا ہے اور جس کا تجربہ قرونِ اولیٰ میں ہو چکا ہے ، وہ [illegible]

Marfat.com

اور اس کے بعد ادائے زکوٰۃ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ...... الخ

اب بھی مسلمان معاشرے کے بگاڑ کی اصلاح اسی نسخۂ کیمیا سے ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ اس کے استعمال میں حکمت کے ساتھ قوت سے بھی کام لیا جائے۔

نوٹ:۔ ایک گاؤں میں تحریکِ نماز کو جس طریق اور جن قواعد و ضوابط کے تحت منظم کیا گیا ہے اور جس سے اس گئے گزرے زمانے میں بھی گوناگوں فوائد حاصل ہو رہے ہیں ان کا مختصر حال ان ضمیمہ جات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے جو آگے درج کیے جا رہے ہیں۔

Marfat.com

ضمیمہ جات

ا۔ مساجد کی آبادکاری (ایک تجربہ اور اس کے نتائج)

ب۔ نقل گشتی مراسلہ (بسلسلۂ تعلیم عقیدۂ توحید)

ج۔ تنظیمِ مساجد (گاؤں میں ایک امید افزا تجربہ)

ضمیمہ الف

مساجد کی آبادکاری

ایک تجربہ اور اس کے نتائج

بسلسلہ تحریک اصلاح معاشرہ ایک چھوٹی سی بستی میں نمازیوں کے اضافہ کے متعلق جو تجربہ کیا گیا، اس کی تفصیلات، طریق کار اور نتائج مختصراً اس خیال سے پیش کیے جاتے ہیں کہ جو حضرات مساجد کی آبادکاری کے سلسلہ میں کوئی کام کرنا چاہیں وہ اس تجربہ سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی بستی یا محلہ میں کام کرنا شروع کر دیں۔

بستی کے دو محلے ہیں اور دو ہی مسجدیں ہیں۔ ایک مسجد میں نماز جمعہ باقاعدہ ہوتی ہے۔ اس میں نماز باجماعت کا اہتمام بھی ہے۔ پانی، روشنی اور صفائی کے انتظامات بھی معقول ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس مسجد میں مستقل نمازیوں کی تعداد جو باجماعت نماز ادا کرنے کا احساس رکھتے ہوں آٹھ دس تھی۔ دوسری مسجد میں بھی تمام انتظامات کے باوجود باجماعت نماز کا باقاعدہ اہتمام نہ تھا۔ پانچ چھ نمازی کبھی جماعت کے ساتھ اور کبھی فرداً فرداً نماز ادا کرتے تھے۔

گزشتہ ماہ دسمبر کے شروع میں دونوں مساجد کے مستقل نمازیوں کا ایک

Marfat.com

اجتماع اس غرض سے منعقد کیا گیا کہ بستی میں اصلاحِ معاشرہ کی ابتداء قیامِ نماز سے کی جائے۔

اجتماع میں یہ رائے بھی زیرِ بحث آئی کہ سردی کا موسم ہے۔ اس کام کی ابتداء کے لیے یہ وقت موزوں نہ ہوگا۔

دوسرا خیال یہ تھا کہ جو شخص اس موسم میں نمازی بن جائے گا۔ وہ موسمی نہ ہوگا بلکہ مستقل نمازی ہوگا۔

نیز اُس وقت کام کی ابتداء کرنے کے حق میں یہ بات بھی پیش کی گئی کہ عوام میں مارشل لاء کے نفاذ کے بعد صدرِ مملکت اور بعض دوسرے وزراء کے اعلانات سے یہ احساس ایک دفعہ پھر عود کر آیا ہے کہ آخرکار یہاں اسلامی حکومت قائم ہو کر رہے گی۔ اس لیے عوام کے اس احساس سے فائدہ اٹھایا جائے۔

چنانچہ تمام پہلوؤں پر غور و خوض کرنے کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ نمازیوں کے اضافہ کے لیے اسی وقت کوئی مناسب لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ باہمی مشورہ سے یہ طے پایا کہ مستقل نمازیوں کے دو دو افراد پر مشتمل وفود بنائے جائیں جو اپنی اپنی پسند کے مسلمانوں کو نماز کی تلقین کرنے کی کوشش کریں۔ اور ہر ایک کے وفد کے کام کا جائزہ ہفتہ وار اجتماع میں لیا جائے۔ مرتب شدہ وفود نے اپنی اپنی پسند کے ایسے لوگوں کے نام پیش کیے جو نمازی تو ہیں لیکن گذشتہ وار نماز پڑھتے ہیں، یا باجماعت نماز ادا کرنے کا احساس نہیں رکھتے، یا خواندہ ہیں دین کی طرف رجوع بھی ہے۔ لیکن محض سستی اور کاہلی کی بنا پر نماز نہیں پڑھتے ہیں۔ اس طرح پیش کردہ ناموں کو نوٹ کرنے کے بعد وفود کو یہ ہدایت

Marfat.com

کہ بات نرمی اور ہمدردی کے ساتھ کہی جائے لیکن ان کا تعاقب سختی سے کیا جائے
اور ان کو ہفتہ بھر میں نمازی بنانے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔

تین چار نوجوانوں کو دینِ اسلام میں نماز کی اہمیت پر تقریریں بھی لکھ کر
دی گئیں تاکہ وہ آئندہ ہفتہ وار اجتماع کے موقعہ پر یاد کرکے زبانی سنائیں۔

دوسری جمعرات کو بعد نماز عشاء، اجتماع منعقد ہوا جس میں نئے نمازیوں
نے بھی شرکت کی۔ نماز کے موضوع پر درسِ قرآن کے بعد نماز کے چند ضروری
مسائل بیان کیے گئے۔ نوجوانوں نے تقریریں کیں۔ وفود کے کام کا جائزہ لیا
گیا۔ اور آئندہ ہفتہ کا پروگرام بنایا گیا۔ اس طریق پر پورے چار ماہ ہفتہ وار
اجتماعات منعقد ہوتے رہے۔ ہر دو مساجد میں باقاعدہ نمازیوں کی تعداد
میں خاطر خواہ اضافہ ہوگیا۔ ماہ دسمبر میں سردی کے علاوہ بارش بھی ہوتی رہی
لیکن الحمدللہ کہ فجر اور عشاء کی نمازوں میں بھی رونق رہی۔ نیز نماز کے اس پروگرام
سے مقامی مدرسہ کے بچے بھی متاثر ہوئے۔ ان میں سے بعض بچے خود ہی نمازی
بن گئے اور ہفتہ وار اجتماع کی کارروائی میں عملی حصہ بھی لینے لگ گئے۔ اس
پروگرام کے تحت بعض ایسے اشخاص بھی خود بخود نمازی بن گئے جن کو یہ خیال
ہو گیا کہ وفود کے پروگرام کے تحت ان کی باری بھی ایک نہ ایک دن آئے
گی یا ویسے ہی ان کو احساس ہوگیا کہ اپنے عمل سے ایک دینی پروگرام کی
حمایت کی جائے۔ ماہ رمضان میں امسال نمازیوں کی تعداد ہر دو مساجد میں
زیادہ رہی اور نمازِ تراویح میں بھی رونق رہی۔

ماہ رمضان کے بعد فصل کی کٹائی کی وجہ سے ہفتہ وار اجتماعات تو بند

Marfat.com

کر دیے گئے لیکن جامع مسجد میں اجتماعات کے بجائے ہفتہ وار درس قرآن
کا سلسلہ جاری رہا۔

Marfat.com

ضمیمہ ب

نقل گشتی مراسلہ

(بسلسلۂ تعلیم عقیدۂ توحید)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مکتبۂ تبلیغ شمارہ

آدمکے ناگرہ براہ جامکی (سیالکوٹ) مؤرخہ

مکرمی محترمی، اسلام مسنون۔

دین اسلام کے نظام میں عقیدۂ توحید مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک مسلمان کا یہ عقیدہ جس قدر پختہ ہوگا اسی قدر اس کے عمل میں خلوص ہوگا۔ اور جو عمل خالصاً اللہ کیا جائے گا وہ بفضلِ خدا مقبول ہوگا اور اگر اس میں کوئی خامی رہ جائے گی یا غلطی ہو جائے گی تو اس کے بخشے جانے کی توقع بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس شرک کرنا ایک ایسا جرم ہے جس کے متعلق اللہ تعالےٰ کا فرمان ہے کہ وہ اُسے ہرگز معاف نہ کرے گا۔

دین میں اس عقیدہ کی اس قدر اہمیت کے باوجود شکم پرست مذہبی اجارہ داروں نے محض اپنے پیٹ کی خاطر اور بعض سادہ لوح مسلمانوں نے دین

Marfat.com

سے ناواقفیت کی بنا پر اس عقیدہ میں اس قدر بگاڑ پیدا کر دیا ہے کہ عوام الناس جو بالعموم دین کے علم سے ناواقف ہیں، خالص توحید کے موضوع پر کوئی بات سننے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور توحید کے داعی کو "وہابی" کا خطاب دے کر اس سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔

عقیدہ میں یہ بگاڑ کیسے پیدا ہوا، اس کی وجوہات اس مراسلہ میں بیان کرنا مشکل ہیں۔ وجوہات کچھ بھی ہوں بہر حال یہ بگاڑ ایک امر واقع ہے اور اس کی اصلاح کی ذمہ داری، جب تک یہاں صحیح معنوں میں اسلامی نظام قائم نہیں ہو جاتا امتِ مسلمہ کے سب افراد پر فرداً فرداً عائد ہوتی ہے۔

اس بنیادی بگاڑ کی اصلاح کے سلسلے میں میرا تجربہ یہ ہے اور یہ تجربہ خدا کامیاب رہا ہے کہ اگر پہلے ان پڑھے لکھے نمازیوں کو نماز کی دعاؤں کا ترجمہ ایک جماعتی صورت میں سیکھنے پر آمادہ کیا جائے اور پھر ترجمہ کے ساتھ ساتھ توحید کے مثبت پہلو واضح طور پر ذہن نشین کرائے جائیں، تو نمازی نماز کی دعاؤں کا ترجمہ ختم ہونے تک اس عقیدہ کا صحیح مفہوم غیر شعوری طور پر قبول کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید کی آیات سے اسے مزید پختہ کیا جا سکتا ہے۔

اس طریق کار سے دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ توحید و رسالت پر ایمان لانے کے بعد ایک مسلمان پر جو فریضۂ صلوٰۃ عائد ہوتا ہے، اس میں بھی روح پیدا ہو گی۔ اور اس سے اس فریضہ کے ادا کرنے کا مقصد حاصل ہوگا۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ (قرآن)

عقیدۂ توحید کے بعد خدا کی عملی اطاعت کی اولین اور اہم ...

Marfat.com

ہے۔ اس لیے مسلمان قوم میں معاشرہ کی اصلاح، جس کی اس وقت اشد ضرورت ہے نماز ہی سے شروع کی جا سکتی ہے۔ اس سے یہ تیسرا فائدہ حاصل ہو گا۔

آپ کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ بھی اپنے مقام پر اُردو پڑھے لکھے نمازیوں کی ایک کلاس مرتب کرنے کا انتظام کریں۔ اور ان کے اوقات فرصت میں اجتماعی طور پر انہیں متذکرہ بالا طریق پر نماز کی دعاؤں کا ترجمہ سکھانا شروع کر دیں۔

اس مقصد کے پیشِ نظر گلدستہ نماز اور تحفہ نماز کا ایک ایک نسخہ ارسال خدمت ہے۔ ان میں حنفی مسلک کے مطابق نماز کی دعائیں درج ہیں۔ اوّل الذکر کا تجربہ متعلّمین کے لیے انشاء اللہ مفید رہے گا۔ اگر آپ اپنے مقام پر اس قسم کا کوئی تجربہ کرنے کا انتظام کر سکیں تو آئندہ ربط قائم رکھنے کے لیے اس کی تفصیلات سے اطلاع دیں۔

والسلام

نیاز مند

خدمت .... (دستخط) بہاول خاں ناگرہ

.... ناظم مکتبہ تبلیغ

Marfat.com

ضمیمہ ج

تنظیمِ مساجد

گاؤں میں ایک امید افزا تجربہ

دین اسلام میں نماز کی اہمیت اور پھر باجماعت نماز کی اہمیت کے پیش نظر مسجد کی تنظیم ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی ضرورت ہر دین پسند مسلمان محسوس کرتا ہے۔ شہروں میں تو کسی حد تک اس طرف توجہ دی گئی ہے لیکن دیہات میں یہ چیز بہت ہی شاذ ہے بلکہ "جمعرات کی روٹی" کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بے شمار دیہات ایسے ہیں جہاں نہ پانچ وقت اذان ہوتی ہے، نہ نماز باجماعت کا کوئی انتظام ہے۔ مساجد کی عام حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اگر کسی گاؤں کی کوئی مسجد آباد ہے تو وہ بھی انفرادی کوششوں کی وجہ سے، اور نہ عام مسلمانوں میں اس کا کوئی احساس نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ کسی کام میں ایک تنظیم کے تحت جو فوائد حاصل ہوتے ہیں، وہ انفرادی کوششوں سے حاصل نہیں ہو سکتے۔

ہمارے چھوٹے سے گاؤں کے ایک محلہ کی مسجد کیا بلحاظ عمارت، اور کیا بلحاظ دیگر انتظامات علاقہ میں مقابلتاً آباد مسجدوں میں شمار ہوتی ہے۔ اور یہ چیز چند اشخاص کی انفرادی کوششوں کا نتیجہ تھی۔ لیکن باجماعت نماز کے اہتمام

باوجود مستقل نمازیوں کی تعداد عشاء کے وقت آٹھ دس سے زیادہ نہ ہوتی تھی۔ گنڈیدار نمازی، فجر کے نمازی، جمعہ کے نمازی، کبھی زیادہ اور کبھی کم۔

ماہِ رمضان المبارک سے تقریباً ایک ماہ پہلے "تحریک نماز" کے نام سے غیر رسمی طور پر ایک تنظیم شروع کی گئی۔ مستقل نمازیوں نے اس کی ابتدا کی۔ ہر جمعرات کو بعد نماز عشاء ہفتہ وار اجتماع شروع کیا گیا۔ جس میں پہلے نماز کی اہمیت کے موضوع پر تقریریں ہوتیں اور آخر میں گنڈے دار نمازیوں کو مستقل نمازی اور بے نمازوں کو نمازی بنانے کی مہم پر غور کیا جاتا۔ اور پچھلے ہفتہ کے کام کا جائزہ لے کر آئندہ ہفتہ کے لیے پروگرام بنایا جاتا۔ اس طرح ایک ماہ کی کوشش سے نمازیوں کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو گیا۔

ماہِ شعبان کے آخری عشرہ کے ایک ہفتہ وار اجتماع میں یہ فیصلہ ہوا کہ مسجد کی تنظیم میں محلہ کے صرف اُن مسلمانوں کو شامل کیا جائے جو مستقل نمازی ہیں۔ یا ایسے نئے نمازی جن کے مستقل نمازی بن جانے کی توقع ہے۔ چنانچہ اس اجتماع میں ایک سب کمیٹی بنائی گئی، جسے اختیار دیا گیا کہ وہ ایسے نمازیوں کی ایک فہرست تیار کرے۔ اس سب کمیٹی نے جو فہرست تیار کی وہ ۲۰ نمازیوں پر مشتمل تھی۔

اس کے بعد جمعہ کے خطبہ میں آیت پاک اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ۔ (التوبہ) کی تشریح کرتے ہوئے حاضرین پر واضح کیا گیا کہ مساجد اللہ کی آبادکاری کون لوگ کر سکتے ہیں اور محلہ کی مسجد کی آبادکاری کے سلسلہ میں

Marfat.com

آئندہ جمعرات کے ہفتہ وار اجتماع میں کن اصولوں پر مسجد کمیٹی کا انتخاب ہوگا۔
چنانچہ آئندہ جمعرات کے اجتماع میں سب سے پہلے انتخاب کے سلسلہ میں کسی کے حق میں رائے دینے کی اہمیت بیان کی گئی اور اس کے بعد مسجد کمیٹی کے قواعد وضوابط پیش کر کے اجلاس عام میں منظور کر لئے گئے۔ پھر تحریری اور خفیہ رائے لینے کا انتظام کیا گیا۔ رائے دہندگان کی فہرست میں سے ۲۹ نمازیوں نے انتخاب میں حصّہ لیا اور اسی اجتماع میں ناظمین انتخاب نے انتخاب کا نتیجہ نکال کر اس کا اعلان کر دیا۔ کمیٹی کی تشکیل اور عہدہ داروں کے انتخاب کے بعد مسجد کمیٹی نے ماہِ رمضان سے اپنا کام شروع کر دیا۔

اس تنظیم سے محلّہ کے مسلمان اور بالخصوص نوجوان مسجد کی آبادکاری اور دوسرے دینی کاموں میں خاصی دلچسپی لینے لگ گئے۔ مسجد کی ضروریات کے لیے عطیات وصول کیے جانے لگے اور ماہِ رمضان کے احترام کے سلسلہ میں ضروری ہدایات کی پابندی کی نگرانی بھی کی گئی۔ نگرانی کے علاقہ وار نگران مقرر کر دیئے گئے۔ اوقات، سحری اور افطاری کے اعلانات کا باقاعدہ انتظام کیا گیا۔ نماز باجماعت کے اوقات متعیّن کر دیئے گئے۔ تراویح میں نمازیوں کی تعداد تیس اور چالیس کے درمیان ہو گئی۔ فجر کی نماز کے بعد درسِ قرآن کا انتظام کیا گیا ہے۔ جمعہ کی نماز میں کافی رونق ہونے لگی۔ خواتین نے بھی کافی تعداد میں جمعہ کی نماز شروع کر دی۔ الحمدللہ کہ تنظیم کے تحت مسجد کی آبادکاری کے سلسلہ میں ہر پہلو سے اصلاح شروع ہو گئی ہے۔ متذکرہ بالا کاموں کے علاوہ مسجد فنڈ میں ہنگامی طور پر مبلغ ۵۰۰ روپے وصول ہوئے۔ جو مسجد کی

۴۔ دن کے وقت کسی دوسرے کو اپنے گھر میں کھانا پکانے، کھانا کھانے، پانی یا حقہ پینے کی اجازت نہ دی جائے۔

۵۔ گاؤں سے باہر کنوؤں پر بھی ماہِ رمضان کے احترام کا خیال رکھا جائے۔ اور شرعی عذر کے تحت بھی کوئی ایسا رویہ اختیار نہ کیا جائے جس سے ماہِ رمضان کی بے حرمتی کا احتمال پایا جاتا ہو۔

۶۔ ہر سمجھدار مسلمان پر فرض عائد ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان کے احترام کے سلسلہ میں مسجد کمیٹی سے تعاون کرے۔

Marfat.com